

انسانیات

Shemá-Siddiq

رام چندر پرشاد

۱۹۰۵

۳۵۱
کے لئے ۱

۲

انسانیات

رام چندر پرشاد

لکھنؤ سماجیات چادرگھاٹ کالج

سنٹرل پبلیشرز عابدی روڈ حیدرآباد دکن

قیمت اعلیٰ ہوگی

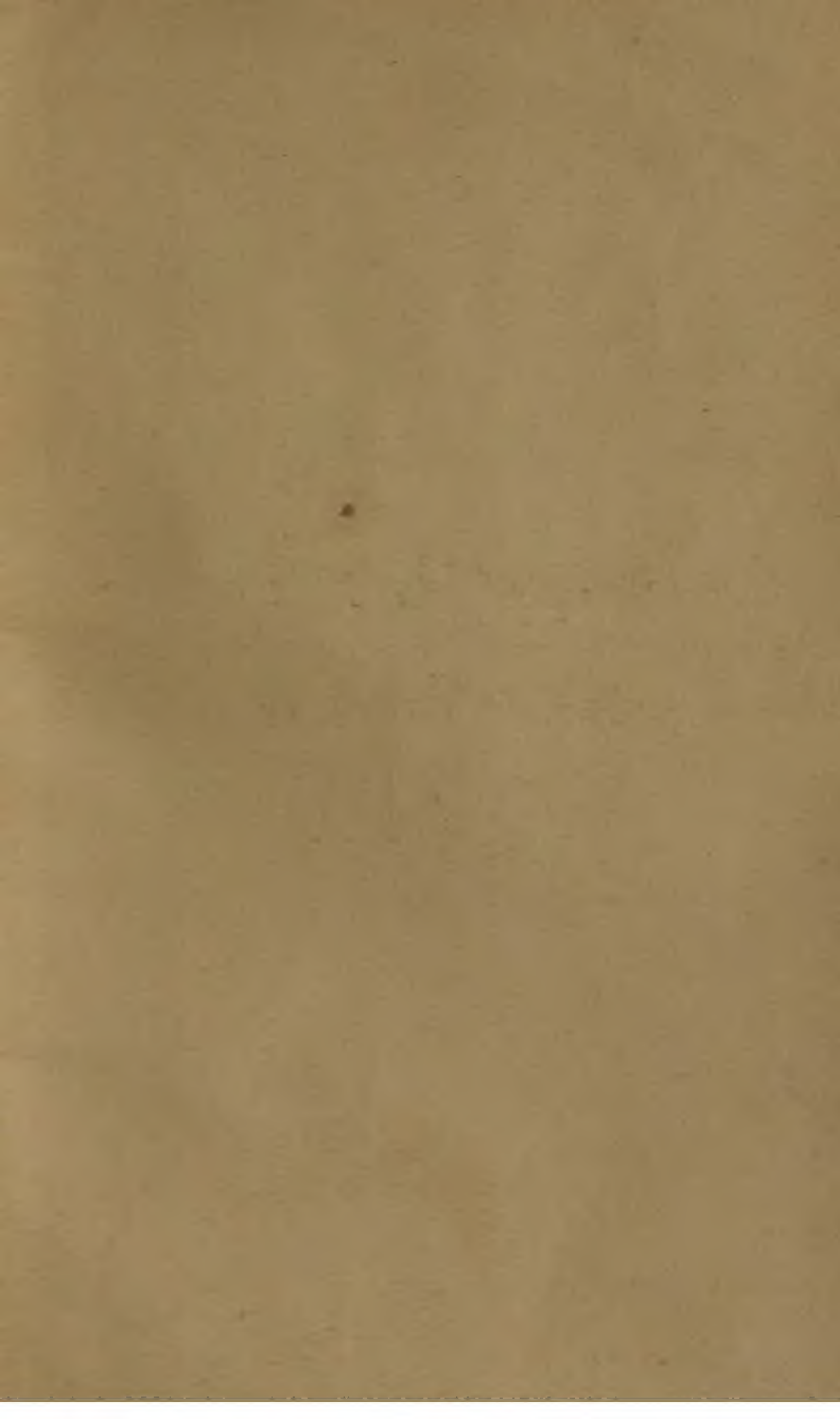
دارالطباعہ شکر باغ



اپنے شفیق و محترم استاد

جناب مولوی خواجہ محمد احمد صاحب

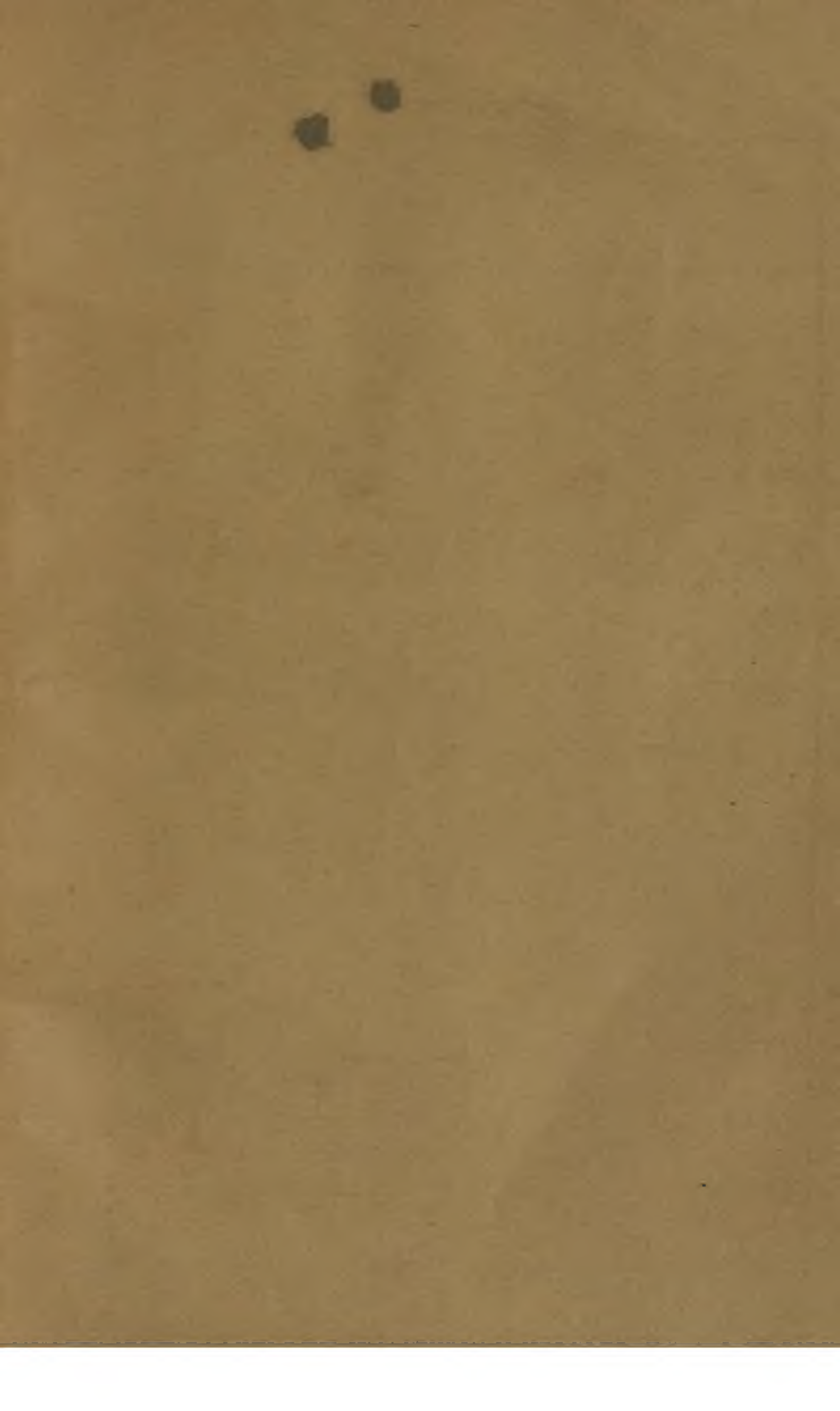
نائب ناظم آثار قدیمہ کے نام



— ایک نجاتی لوگ گیت سے: —

دو عقل کہتی ہے۔ میں سب سے بڑی ہوں۔ میں کچھ نہیں بکت
کرتی ہوں، خوبصورتی کہتی ہے۔ میں کچھ سے بڑی ہوں۔ دنیا میری
تمام ہے، دولت کہتی ہے۔ میں کچھ سے بڑی ہوں۔ میں کسی سے
مترقی نہیں، موت کہتی ہے۔ تم تینوں تھوڑا بولتا ہو۔ میں بھڑچا ہوں
وہی کہتا ہے

”میں ہوں غانہ بدوش“ — دیوانہ (قصیدہ)



Handwritten text at the top center, possibly a title or date.

Handwritten text in the upper middle section.

Handwritten text in the middle right section.

Handwritten text in the lower middle section.

Handwritten text in the lower right section.

Handwritten text in the bottom middle section.

Handwritten text in the bottom right section.

میں تمام سکون و خوشی میں رہتا ہوں جو کہ میری طبیعت میں
 حال کیا ہے میں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے اور
 بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے
 اس میں بہت سے چیزیں ہیں جو کہ میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے

یہ ہے میری طبیعت

یہ ہے میری طبیعت

یہ ہے میری طبیعت

یہ ہے میری طبیعت

1514

171

بہارِ تحقیق کی چٹائی ہے جو کس کا تمہارا نام ہے؟ یا
 تیری قبر کو کس نے چھوئے گا؟ یا کس نے تجھے

جراثیمیات، Geology، ارضیات، Geography
 جنراتیہ، Botany نباتیات اور Zoology
 آثاریات جیسے علوم سے بڑی مدد لیتی ہے۔

اس کی دوسری قسم Social Anthropology
 سماجی انسانیات ہے۔ سماجی انسانیات میں عام تمدنی انسان کے
 سماجی ارتقاء سماجی ساخت اور سماجی تبدیلیوں، خصوصیتوں
 سے بحث کی جاتی ہے۔ انسان بحیثیت ایک سماجی حیوان کے
 کیا حیثیت رکھتا ہے، انسان کے باہمی تعلقات، شادی بیاہ
 کے طریقے، ورثاتی حقوق کے مسئلے، بین الاقوامی تعلقات،
 آرٹ و مکتبہ، مذہب و باد و جیسے مسئلوں پر تبصرہ ہوتا ہے
 افراد کی خاندانی زندگی، رسم و رواج، عادات و اطوار،
 رہنے پہنے کے طریقے، پیشے، کاروباری دھندے، شوق
 و ہنر، زبان، بول چال، اخلاق و مذہب سب باہم وابستہ
 یا بغیر ہر روی یا مخالفت کے بیان کئے جاتے ہیں۔ گویا یہ کہ
 سماجی انسانیات کا علم اس تمدنی چاندانہ سے بحث کرتا ہے جس
 کو انسان کہتے ہیں، انسانی زبانیں، اور تمدن کی مختلف شاخیں
 جو مختلف اوقات میں مختلف مقاموں پر نظر آ رہی ہیں، سماجی
 انسانیات کا یہ خراج بحث ہیں۔ اس علم سے ذرا پیچہ ہم پر یہ ظاہر
 ہوتا ہے کہ انسان حقیقت میں کیا تھا اور کیا ہے؟ وہ
 تاریخی آثار و اوقات میں نے موجودہ شکل یا تمدن کو جنم دیا
 اور جن سے تمدن کے مختلف نمونے پیدا ہوئے، وہ طریقہ جن سے

نفس، زبان اور تمدن کی تبدیلی یا اصلاح عمل میں آتی ہے، وہ باہمی تعلقات جو انسان اور اس کے ماحول کے درمیان پائے جاتے ہیں، وہ باہمی ربط و سبب جو زبانوں، نسلوں اور تمدنوں میں پایا جاتا ہے، وہ ذہنی کاوشیں جو مختلف تمدنوں میں ملاپ اور پھیل پیدا کرتی ہیں۔ وہ تعلقات جو فرد و احدا و سماج میں پائے جاتے ہیں، یہی وہ موضوع ہیں جنہیں سماجی انسانیات کا علم حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس علم کے دائرہ میں انسان کی پوری اجتماعی زندگی آ جاتی ہے جس میں وقت اور جگہ کا کوئی یقین نہیں مگر انسانیاتی نقطہ نظر سے قدیم زمانہ کی انسانی زندگی اور خام تمدنی تہذیبیں خاص طور پر زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

سہاجی انسائینا کے

مرطبات کے فائدے

اس علم کے مطالعہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے
کہ اس سے انسانی تہذیب و تمدن کے
سکھنے میں مدد ملتی ہے۔ انسانیات کے
مختلف موضوعوں کے مطالعہ سے ہم اس

اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "انسان کیا تھا اور کیا ہے" وہ
 کیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے " ایک طرف تو ہم اپنے بالکل ابتدائی
 زمانہ کے تھکن کا پتہ چلاتے ہیں تو دوسری طرف ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ خام تمدنی حیثیت سے انسان نے آہستہ آہستہ کیونکر ترقی کی۔

اس علم کے سطا فوہ کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس کی مدد سے ہم اپنے ملک اور زمانہ کے ان کرداروں توگوں سے واقف

رہے جاتے ہیں جو آج تک خام تمدنی زندگی گزارتے چلے
 آئے ہیں اور جن میں سے ناکھوں آج بھی اسی قسم کی زندگی
 گزار رہے ہیں۔ کل تک ان آدمی باسیوں کو اور خام تمدنی
 قبیلوں کو ہم "وحشی اقوام" "بن مانس" "Savage"
 "حرام پیشہ" "بربر" "اقوام صحرائی" کے نام دیتے تھے مگر جیسے
 جیسے انسانیات کا علم ترقی کر رہا ہے، اس نگاہی نقطہ میں تبدیلی
 ہو رہی ہے اور ہم یہ ماننے لگے ہیں کہ معاشی اعتبار سے چارے
 وہ کہتے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں ان کا اپنا الگ الگ تمدن
 ہے جو اپنی ایک علیحدہ نوعیت اور کافی رکھتا ہے۔ لہذا ان
 تمدنوں کا مطالعہ کرنا، ان کے قانونوں اور سماجی رسم
 و رواج سے واقف ہونا اور ان کی مدد سے اپنے
 انسانیت اور اپنی حکمت عملی کو ڈھالنا، آج کی سرکاری
 ضروری سمجھتی ہیں کیونکہ اکثر ملکوں کے درمیان یا دستوروں
 میں قبیلوں کی دیکھ بھال، ان کی خوشحالی ان کے حقوق اور
 آزادی اور ان کے ساتھ مساوات کے برتاؤ جیسے امور ان
 کی گنجائش رکھتی ہیں اور ان کے سدھار کے لئے باضابطہ
 قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کم کار نامہ
 نہیں کہ ابھی حال میں اس نے ۱۹ ویں صدی کے اواخر کے
 قانون کو قبیلوں پر سے اٹھالیا جو "حرام پیشہ قبیلوں کے قانون" کے نام سے موسوم تھا۔ ان نام نہاد جرائم پیشہ قبیلوں کو اب آزادی
 سے گھومنے پھرنے کی اجازت ہے۔

قبیلوں کے تمدنوں کے مطالعہ کا ایک اور فائدہ بھی ہے۔ سماجیات کے ماہر اس بات کو مانتے ہیں کہ قبیلہ کی تمدن نہ تو ہمارے تمدن کی طرح بہت پیچیدہ ہے اور نہ اتنا زیادہ وسیع ہے۔ سماجی علوم کی طرح ہم سماجی علوم میں کوئی تجربہ بھی نہیں کر سکتے کہ اس کی مدد سے کسی چیز کو ثابت کر دکھائیں اس لئے چھوٹے چھوٹے معاشرہوں کے مطالعہ سے بہت سی چیزیں آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ ساتھ ساتھ اگر ہمیں تمدن کے پیچھے چھپے تمام اصولوں کو سمجھنا ہے تو ہم صرف ایک دو مہذب جاتیوں کے تمدنوں کے مطالعہ سے یہ اصول نہیں بنا سکتے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ تہذیب یافتہ و غیر تہذیب یافتہ، خام تمدنی اور آدھی باسیانہ غرض جب ہی قسم کے بیسیوں تمدنوں کا مطالعہ کریں اور اسی وقت ہم تمدن کے تمام اصولوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف خام تمدنی اور ترقی یافتہ جاتیوں اور نسلوں کی سرحد سے لے کر انصاف اور انہم و نسق کے عام اصولوں کے سامنے ہیں بڑی مدد کی۔

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ سماجی انسانیات سماج و نسق کے فرق کو مٹانے، نسبی بھید کو ختم کرنے اور رنگ کے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد دے گا۔ یہ شرطیکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس علم کو بھیک ڈور پر سمجھیں اور اس کے اھوئیوں کو مانیں۔ ہر قوم، ملک اور قبیلہ میں (Ethnocentrism) خود مرکزیت کا جذبہ موجود ہوتا ہے اور اس کے تحت ان میں جوش، ولولہ، وطن کی محبت اور برتری کا تخیل پیدا ہوتا ہے مگر جب جدانیت کے تحت کوئی ملک یا قوم یا فرقہ یا

قبیلہ اپنے کو برتر تصور کرتے ہوئے دوسروں کو گرانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں برے نکلتے ہیں۔ کوئی جاتی روحانیت کا دعویٰ کرتی ہے تو کوئی مادیت کے گن گاتی ہے اور کوئی جاتی اپنی پیرائی سنسکرتی، اپنے دھرم اور سماجیت، اپنے انکشافوں، ایجادوں، نسلی کارناموں کا واسطہ دیکر اپنے کو دوسری جاتیوں پر فوقیت دینے کی کوشش کرتی ہے۔ کوئی خام تمدنی قبیلہ اپنے کو دھندلا پھینتا، ظاہر کرتا ہے تو کوئی آوی باسی گروہ اپنے کو "پرماتما" کا لٹا بتاتا ہے۔ کوئی "مذہب" انسانی جماعت "Hate Race" ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو کوئی تعلیم یافتہ نسل رنگ کی برتریت کا راگ پاتی ہے۔ بہر حال ہر ایک اپنے کو دوسرے پر فوقیت دیتا ہے اور دوسروں سے خود کو افضل اور برتر تصور کرتا ہے۔ جب ہر قبیلہ اور ہر قوم اپنے کو برتر سمجھتا ہے تو معاشرہ قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہر حال تہذیب و تمدن کے نام نہاد برتر کے کے غلط تصورات کو سماجی انسانیت دور کرنے میں مدد دے سکتی ہے اور نسلی امتیازوں کے بہتر سے ڈھکے سے اس علم کی واقفیت سے دور ہو سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سماجی مواد ذات کا تحمل پیدا کرنے، معیاریت اور خالص سماجی انسانیت کے برائے لیا جاتا ہے۔

مذہب سماجی انسانیت کے عر و ضائع نے اکثر لوگوں کے اس خیال کو جنم دیا ہے کہ تمام آدم جاتیوں یا تمام تمدنی قبیلے، جہاں بھی انسانی ذات ہے وہی تہذیب و تمدن ہے۔ کتنی ہی جاتیوں پر کتنی قومیں کوئی نہ کہ جدید نتیجہ نکالنا چاہ سکتا ہے کہ انسانی تہذیب و تمدن کسی طرح نہ دوسروں سے الگ ہے بلکہ ہر قوم میں ایک قسم کا نیا رنگ اور انوکھا پن نظر آتا ہے۔ قدرتی طور پر یہ کھیلنے والی یہ جاتیاں چاہے نام نہاد مذہب جاتیوں سے اکثر صورتوں میں کتنی ہی پیچھے

بھی آثارِ ماضی کے ماہر وقت اور زمانہ کا تعین کرتے ہیں اور اسی قسم کے نمونے جو قبیلہ آدی بایسوں یا خام تمدنی قبیلوں میں نظر آتے ہیں تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا تمدن کتنا پرانے قسم کا نہ ہو گا۔ غرض یہ کہ پرانے تمدن کا پتہ چلانے میں آثارِ ریاست کا علم بڑی مدد دیتا ہے۔ اس اعتبار سے انسانیات کے علم سے اس کا بہت قریبی تعلق ہے کیونکہ انسانی قدامت کا جہاں تک سوال ہے آثارِ ریاست اور سماجی انسانیات بہت قریبی رشتہ میں منسلک ہیں

تہ انت Ethnology یونانی لفظ Ethnos
نسلیات اور انسانیات and Anthropology سے یہ لفظ بنایا ہے جس کے
معنی race یا نسل

کے ہیں یعنی نسلوں کا مطالعہ کرنا والا علم Ethnology ہے۔
نسلیات (Ethnology) اور قبیلیات یا جات شناسی
(Ethnography) میں فرق کرنا ضروری ہے۔ جس علم میں
مختلف نسلوں کا تقابلی مطالعہ کیا جاتا ہے اس کو نسلیات
کہتے ہیں۔ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس میں دنیا کی پوری انسانی
نسلیں شامل ہو سکتی ہیں۔ اس علم میں یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ ایک نسل کا دوسری
نسلوں سے کیا تعلق ہے، ایک نسل اور دوسری نسلوں کے درمیان کس قسم
پایا جاتا ہے یا ایک قبیلہ میں دوسری جماعتوں کی مشابہت اور اختلاف کی
کونسی نسلی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر قبیلیات یا جات شناسی
میں فرد اور قبیلہ کے تعلقات معلوم کئے جاتے ہیں۔ اس علم کا دائرہ کسی ایک
قبیلہ کی حد تک محدود ہے۔ چونکہ سماجی انسانیات میں انسانی نسلوں اور

اور نسل ارتقاء پر بھی غور کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس علم کا تعلق ان دونوں سے ہے۔

<p>حیاتیات اور انسانیات کا بھی قریبی تعلق ارتقاء دور پر حیاتیات، بدنیات Anatomy اور اناتریات بڑی روشنی ڈالتے ہیں۔ انسانیات میں جب انسان کے ارتقاء پر غور کیا جاتا</p>	<p>Biology and Anthropology حیاتیات اور انسانیات</p>
---	--

ہے تو علم حیاتیات سے مدد لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ مختلف جانوروں،
نیم انسانوں اور انسانی نسلوں کی ہڈیوں اور ڈھانچوں کا مطالعہ کر کے
انسان کی پیدائش اور اس کی قدامت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کے
علاوہ جہاں تک انسانی نسل کا سوال ہے، طبعی انسانیات اور حیاتیات
بہت قریب آ جاتے ہیں۔

<p>سماجیات اگر سماج کے علم کا نام ہے تو انسانیات "انسانوں کے علم کا"۔ لہذا دونوں علوم انسان اور انسانی گروہوں</p>	<p>سماجیات اور انسانیات</p>
---	-----------------------------

کے مختلف تمدنی پہلوؤں سے بحث کرتے ہیں۔ انسانی ارتقاء، سماجی ارتقاء
نسل، تمدن اور مذہب جیسے مسئلے ان دونوں علوم میں عام ہیں۔ سماجیات،
خاص طور پر اس کی ایک شاخ اطلاقی سماجیات کا مقصد خوشحالی ہے۔
سماجی بیماریوں کو دور کرنا، پستی کے اسباب معلوم کرنا اور گری ہوئی حالت
سے سماجوں کو اویسر اٹھانا، سماجیات کا ایک اہم مقصد ہے۔ سماجی
انسانیات کے دائرہ میں کئی نسلوں کی بہبودی، آدوی بایلوں کا سدھار

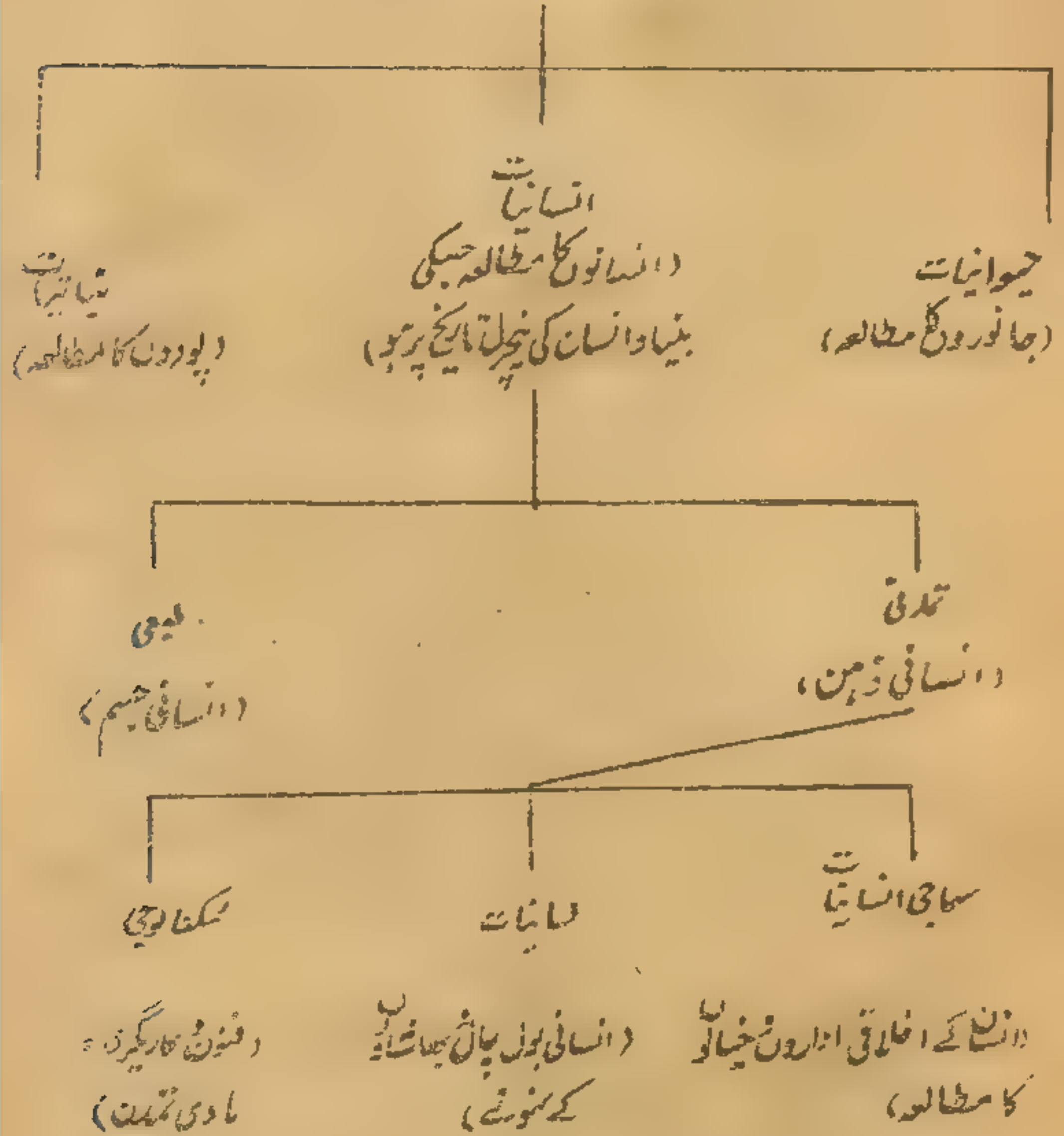
بکھری ہوئی جاتیوں کے مسئلوں کا حل شامل ہے جس طرح سماجیات
کا نصب العین ایک بہتر ایک خوشحال اور ایک اچھی کمیونٹی
(Commonwealth) جماعت قائم کرنا ہے۔ اسی طرح سماجی
انسانیات کا مطلق نظر بھی ان جاتیوں کا سدھار ہے جو لاکھوں سال پہلے
کا تمدن اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کو پست اور گری ہوئی حالت سے
نجات دلا کر ایک عام ترقی کی سطح تک پہنچانا ہی سماجی انسانیات کا
اصل مقصد ہے۔ اس اعتبار سے اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ایک ہی
مذہب کو پہنچنے کے یہ دو جدا گانہ راستے ہیں۔

Long and Short
Anthropology
انسانیات اور انسانیت
انسانیات کے علم میں مختلف جماعتوں
کی گروہ بندیوں کی ابتداء ان کی قدیم
ساخت، قوا، غذا اور صرف و نحو پر تحقیق
کرتے ہیں۔ سماجی انسانیات میں قبیلوں

کی تحقیق داخل ہے۔ بعض قبیلوں کی بنیادیں صرف بولی کی حد تک محدود
اور بعض میں بولی کے علاوہ رسم الخط بھی موجود ہوتا ہے۔ قبیلوں کی تحقیق
کچھ وقت زمانوں کے مطالعہ کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہے اور
بعض مرتبہ سماجی انسانیت کے ماہروں کو بنیادوں کی پوری جان کا رخ
رکھنے کی وجہ سے اس بات کا اندازہ لگانے میں بہت آسانی ہوتی ہے
کہ اس قبیلہ کا تعلق کون سے نسلی گروہ سے ہوگا۔

انسانیات کے مطالعہ کا خاکہ
(میرٹھ کے نقطہ نظر سے)
حیاتیات

جاندار حقیقہ کے مطالعہ کے علم



۲۲ An outline of Prehistory

باب (۲)

تاریخ سے پہلے کے انسان

(Prehistoric Man)

اس سرزمین پر انسان کب نمودار ہوا، اس بارے میں ہوائے
اس کے مساوی اندازے لگائے اور قیاس آرائیاں کرے اور کہہ نہیں
کر سکتی۔ مٹی میں دفنی ہوئی ہڈیوں، پتھر کے بنے ہوئے ہتھیاروں، ہاتھی
دانت اور سینگوں سے بنی ہوئی چیزوں یا مختلف غاروں کی دیواروں پر
اترے ہوئے دیوہیوں کو دیکھ کر ہم سمجھ جاتے ہیں کہ انسان کا تمدن کتنا قدیم
ہو گا یا کتنے ہیکڑوں ہزار سال پہلے انسان نے اس دہرتی پر قدم رکھا ہو گا۔
اب تک ایک عام خیال تھا کہ ہندوؤں سے ایب (Ab) پیدا ہوا
اور ایب سے انسان، مگر اس بات کو غلط مان لیا گیا ہے، یہ سمجھا جاتا ہے کہ
روٹس یعنی ایب اور انسان ایک ہی اقسام یا ٹیڈ باب دادوں کی اولاد
ہیں۔ مختلف مقاموں پر اور مختلف زمانوں میں جو ہڈیاں، ڈھانچے اور
کوہریاں ملی ہیں ان پر اناٹومی اور انسانیات و آثاریات کے ماہرین نے
تحقیق کر کے ان کی حیوانی و نیم انسانی خصوصیتوں پر خیال آرائی کی ہے اور ان

anthropoid ancestors

کا تین بھی کیا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان تمام تفصیلات کو ہم اپنے سامنے رکھیں۔

Australopithecus Africanus مدھیہ افریقہ اور
دکینی افریقہ میں چند ڈھانچے برآمد کئے گئے ہیں جنہیں دیکھ کر اندازہ لگایا جاتا
ہے کہ یہ بڑیاں ایک زیادہ مشابہت رکھتی ہیں، انسانوں سے کم۔

Pithecanthropus erectus جاوا کے
بالکل پیچھے میں ایک پہاڑیوں کا سلسلہ چلا گیا ہے جو کنڈنگس کے نام سے موسوم

ہے۔ یہاں جو الاکھی کے ذخیرے موجود ہیں اور دریا *Bengawan*
کا پانی انہیں کاٹتا رہتا ہے۔ ان *Kendeng* پہاڑیوں کے بیچ

ایک چھوٹا سا گاؤں *Mindoro* کے نام سے موسوم ہے اسی جگہ مختلف
جانبوروں کی ہڈیاں ملیں اور ڈاکٹر *Eugene Dubois* نے
۱۸۹۱ء میں اسی جگہ " *Mindoro* " معلوم کرنے کے

ارادے سے لینڈ سے جاوا کا رخ کیا۔ ستمبر ۱۸۹۱ء میں عہدائی کرنے سے انہیں
سیدھے جانب کا *ڈائنٹ* یا دار کا چند مہینے بعد اس سے تین
چار فیٹ آگے ایک کھوہ کی بھی ملی دوسرے سال کے وسط میں پہلا

سے ۵ گز کے فاصلہ پر بائیں ٹانگ کی ران کی ہڈی بھی ملی اور اسی سال موسم
خزاں کے اکتوبر کے مہینہ، انہیں ایک اور *ڈائنٹ* کھوجنے میں کامیابی

حاصل ہوئی۔ یہ بائیں جانب کا دو سرا دار تھا۔ اس دار کے بارے
میں (*Booth pear mound*) کا خیال ہے کہ یہ عقل دار تھا

اس کے بعد اس یقین کے ساتھ کہ انہوں نے اپنے *Mindoro*
کو دریافت کر لیا ہے، وہ *لینڈ* چلے آئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

کہ اس کے بعد مختلف لوگوں نے وہاں پر اور کھدائیاں بھی کیں مگر سوائے
 اس کے کہ ایک اور ڈاکٹر ملا، اس ڈھانچہ کی دوسری کوئی چیز نہیں
 ملی۔ ڈاکٹر دبائے ^{Dr. B. S.} اس پر کافی تحقیقی کام کیا ہے۔ بعض
 لوگوں کا خیال ہے کہ *Pithecanthropus* ایک ایسا
 ہے جس میں چند انسانی خصوصیتیں بھی نظر آتی ہیں۔ بعض لوگوں کا
 خیال ہے کہ یہ ایک انسان ہے جس کی ہڈیاں خصوصیتیں کچھ جانوروں
 جتنی جلتی ہیں اور چند محقق جن میں ڈاکٹر *Darwin* بھی شامل ہیں
 اس کو ایمپ اور انسان کے درمیان کی ایک شکل بتاتے ہیں اور اس کو
 وہ ایک *Connecting link* ظاہر کرتے ہیں جو انسان
 اور ایمپ کے سلسلہ کو قائم رکھتا ہے۔

جہاں تک کھوپری کا سوال ہے یہ اپنی عام نوعیت کے اعتبار
 سے جانوروں سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے نہ کہ انسان سے۔ اس
 طور پر اس کی بہت سی خصوصیتیں سب سے قدیم انسان *Neanderthal* سے ملتی
 جلتی ہیں۔ کھوپری کی لاंबائی ۱۸۵ ملی میٹر اور چوڑائی ۱۲۰ ملی میٹر ہے،
 اس لئے یہ *dolichocephalic* یا لانبا سر ہے جس کا
 انڈکس ۷۵ نکلتا ہے۔ اس کی اونچائی ۷۵ ملی میٹر اور لاंबائی ۱۸۵
 نسبتی مطالعہ ۳۵ نکلتی ہے اس لئے یہ چوڑے قسم کا سر ہے۔
 پیشانی جھکی ہوئی اور ڈھلوان ہے ایک معنی میں *prognathic* اور
 چھانٹری سے بہت زیادہ جھکی حالت میں ملتی ہے۔ پیشانی کے بچے
 کا حصہ مودی قسم کا ہے۔ ایک بہت ہی اہم خصوصیت جس کو نظر انداز نہیں
 کیا جاسکتا کھوپری کا گھیرا اور ڈھانچہ کہہ سب ان کی گہنی نشیبت۔ کھوپری

اصل گھبراہٹ کا اندازہ ۸۵۰ کیوبک سٹی میٹر لگایا جاتا ہے اس لئے ہم کہہ
 سکتے ہیں کہ کسی طرح اس کا شمار حقیقی جانور یا انسان میں نہیں کیا جاسکتا
 کیونکہ اونچے اپیوں میں دماغ کو سمٹانے کی گنجائش ۶۰ سی سی سے نہیں
 بڑھتی اور ایک اچھے صحت مند انسان میں یہ گنجائش ۸۸۰ سے کسی
 طرح کم نہیں ہونی وان دونوں کا واسطہ نہ لایا جائے تو ۲۰۰ آتا ہے
 اور یہی انسان و حیوان کے درمیانی شکل کی گنجائش ہونی چاہیے لیکن
 چونکہ *Macaca fascicularis* میں یہ ۱۰ سی سی سے بڑھ
 جاتی ہے اس لئے اس کو انسانی خاندان کے حدود میں داخل کیا جاسکتا
 ہے یا دوسرے نسلوں میں جانوروں کی منزل سے انسانی منزل تک
 کا فاصلہ طے کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آدھے سے زیادہ
 راستہ طے کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کو انسان سے زیادہ قریب اور
 جانوروں سے بہت زیادہ دور بتا سکتے ہیں۔ *Man*
Scapanus perkinsi اکثر اناٹومی
 اور انسانیات کے ماہروں کا خیال ہے کہ سب سے قدیم انسان کی پیدائش
 کی اصل جگہ ایشیا ہوگی کیونکہ مدھیہ ایشیا اور دکنی ایشیا میں بہت سی
 قدیم زمانہ کے ایسے جانوروں کی ہڈیاں ملی ہیں جو اب مفقود ہو چکی ہیں
 خود ہندوستان میں ایپوں کی بڑی تعداد ملتی ہے۔ پتھر کنٹرولس کی
 ہڈیاں جاوا میں ملیں اس عہد کی ابتدا میں ایک دانستہ چین
 میں بنا اور پرانے قہر عک کے کئی ہتھیار وادارہ منگولیا و چین میں برآمد
 کیے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی انسان کے ”جہنم جھوٹی“ کی بات کی
 جاتی ہے تو سب سے پہلے ہماری نظر ایشیا پر پڑتی ہے۔ چنگ پاپینک

peiping سے لگ بھگ ۳ میل کے فاصلہ پر
Choukou-tien ایک مقام ہے جہاں سنہ ۱۹۲۲ء میں
 دو انسانی دانت کھدائیوں میں ملے۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں ایک اور دانت ملا
 اس ایک دانت کی بنیاد پر کناڈا کے اناتومی کے ماہر Davidson
Black نے اس پر کافی تحقیق کی اور بالآخر اس کو sinan
Theropos pekinensis (پکننگ کے چینی انسان) کا نام دیا مگر اس
 سلسلہ کی کڑی کی سب سے اہم دریافت ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء کو ہوئی جبکہ
 چین کے ارضیاتی سروے کے ممبر W. C. Pei نے ایک کھوہری
 کو کھدائی میں برآمد کیا۔ دوسرے سال یعنی جون سنہ ۱۹۳۰ء میں ایک
 دوسری کھوہری بھی ملی ان کھوہریوں سے ایک مکمل دماغی کیس کا پتہ
 چلتا ہے اور اس کے بعد کی کھدائیوں میں انسانی دانت جڑے کی
 ہڈیاں اور کئی افراد کی کھوہریاں برآمد ہوئی ہیں۔ مگر ان ہڈیوں
 کے ساتھ جو مختلف جانوروں کی ہڈیاں ملی ہیں انہیں دیکھ کر آسانی
 کے ساتھ ارضیاتی دور کا پتہ چلایا جاتا ہے۔ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ
 یہ زمانہ ابتدائی Middle Tertiary کا ہو گا جو جدید دنیا کی ابتداء
 سے پہلے کا زمانہ ہے۔ ان کھوہریوں کی تحقیق کے سلسلہ میں H. Weimer
 اور A. H. Hedrick کے درمیان اختلاف رائے ہے۔
 اول الذکر کا خیال ہے کہ کھوہری چھ کھیتروں سے قریب کی مشابہت
 رکھتی ہے۔ آخر الذکر اس کو نینڈرٹھالی ظاہر کرتا ہے لیکن ڈیوڈسن بلاک
Davidson Black کے نزدیک پکننگی انسان نینڈرٹھالی
 انسان سے پہلے کا نمونہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر جڑوں میں تھوڑا سا

کی علامت صاف ظاہر نہیں ہوتی اور دانستہ نینڈر تھالی انسانوں
 سے ملتے جلتے ہیں بہت ممکن ہے کہ پروفیسر بلاک کی موت ۱۹۳۳ء میں
 ہوتی تو اس پر اور زیادہ روشنی پڑتی مگر ان کے خیالات سے بعد کے
 محققوں نے کافی فائدہ اٹھایا اور مسلسل کھدائیوں میں جو اور کھوپریاں
 برآمد ہوئیں ان سے Prof. Weidenreich جیسے محقق متعلق
 نسل کا رشتہ اس سے باندا دیتے ہیں۔ جن غاروں میں یہ ہڈیاں نکلیں ان
 پکنکی انسان کے تمدنی مرتبہ کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ کسی آگ کے استعمال سے واقف تھا۔ بہت ہی جلد سے قسم کے
 پتھر کے ہتھیار بناتا تھا اور ہرن کے جھڑوں و دوسری ہڈیوں سے اوزار
 بنایا کرتا تھا۔ حیرت اس بات کی ہوتی ہے کہ ان غاروں میں پکنکی انسانوں
 کی صرف کھوپریاں مل سکیں، دوسری ہڈیاں نہیں ملیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
 کہ آدم خوروں نے عورتوں، مردوں اور بچوں کے سر کاٹے اور یہاں لے آئے
 تھے۔ بہر حال پکنکی انسان کی دریافت انسانیات کی تاریخ میں بہت زیادہ
 اہم ہے کیونکہ ان کے بہت زیادہ خام تمدنی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور
 پتھر کینتھروپس و نینڈر تھالی آدمیوں سے ان کی مشابہت اتنی جتنی جلتی ہے
 کہ کسی صورت میں انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

Homo Heidelbergensis ہامی ڈیلبرگ

جرمنی میں ایک مقام Hauer ہے۔ یہ ہامی ڈیلبرگ کے دکن پوربی حصہ
 میں ہے۔ ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹر Schoetensack نے اس خام تمدنی
 انسان کے پچھلے جبرے کی دریافت کی مقام اور جبرے کی اہمیت کا اعتبار
 سے اس کو بعض وقت Hauer jaw بھی کہتے ہیں خود جبرے کو

کا پنچل حصہ اور جڑ کے لائے و انتہا اس کے مانند ایسا ہونے کوئی کر کرتے
ہیں۔ اس کا بھی یقین نہیں کہ جڑ سے کی پڑی اور کھویری دونوں ایک ہی فرد
کے ہیں بھی کہ نہیں۔ ۱۹۱۷ء میں پلٹ ڈاؤن سے تفریباً دو میل کے فاصلہ
پر لورڈیاں برآمد کی گئیں۔ ان سے کسی خاص بات پر روشنی نہیں پڑتی
سوائے اس کے کہ پہلی رائے کو اور زیادہ تقویت پہنچتی ہے۔ بہر حال یہ ایک
زراعی مسئلہ ہے کہ پلٹ ڈاؤن کو 'Dawn man' کہا جائے یا نہیں
نکارا کثوریہ و امریکی اس کو "Dawn man" پر بھی انسا
ہی کہتے ہیں۔

۱۹۳۴ء میں پلٹ ڈاؤن کے انسان سے ملتی جلتی اور کھوپریاں پر
افریقہ میں برآمد کی گئیں انہیں *Homo habilis* کا نام دیا
جاتا ہے اور لوگوں کا اس بات میں یقین بڑھتا جا رہا ہے کہ انسان کا ارتقا
ایشیاء و افریقہ اور یورپ میں ساتھ ساتھ ہو رہا تھا۔

Homo heidelbergensis : *Dusseldorf* سے بہت قریب
میں پرستید میں گہری وادیوں کا دور میرانی علاقہ سے ہونے والا ہے جس کے
نام سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ دور ہے۔ ان کے ہاتھوں میں
میں ہاتھوں کے والوں نے ایک ڈھانچہ کے شکلیں بنائیں۔ ہاتھوں کے ہاتھوں
انچھوڑا سر کی کوئی باریک کاری نہیں تھی اس لیے اس سے پتا چلتا ہے کہ
کوئی ہاتھ پر چھوڑا کٹر *M. R. 1* نے ان تمام پتروں کو
جمع کیا جن میں رات کی پٹیاں، اوپر کے بازو کی پٹیاں، کانڈستہ کی
پٹی، گلے کی پٹی، پیٹھ کے کٹے اور سب سے زیادہ اہم ایک کھوپری اور
دماغی تکیے شامل ہیں۔ ڈھانچہ کے ان تمام حصوں، خاص طور پر چھوٹی پیشانی

اور کھوپڑی کی بنا رٹ کو دیکھ کر ماہرین اس کو مانند ایپ سمجھتے تھے۔

۱۶۴ء میں ڈاکٹر ولیم کنگ نے اس کو *Homo Neanderthalensis*

کا نام دیا اور ایک زمانہ تک اس کی خصوصیتوں کے اعتبار سے اس کو مانند

ایپ ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔ مگر وقفہ وقفہ سے جب یورپ کے مختلف

علاقوں مثلاً جرمنی، بلجیم، فرانس، اسپین، اٹلی، یوگوسلاویہ اور سلسین میں

اور ہڈیاں ملیں اور ان ہڈیوں کے ساتھ اسی زمانہ کے مختلف جانوروں

کی ہڈیاں بھی ملیں تو نینڈر تھالی انسان کے بارے میں یورپی جانکاری

حاصل کرنے میں کافی مدد ملی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نینڈر تھالی لوگ

آگ بنانا جانتے تھے اور چند ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن سے ظاہر

ہوتا ہے کہ وہ اپنے مزدوروں کو دفناتے تھے۔ اس کے علاوہ اس بات کا

یقین بھی کر لیا جاتا ہے کہ یہ نسل کافی عرصہ تک یورپ میں بسی رہی اور

تیسرے سے چوتھے ہزار سال پہلے میں اس کا کافی زور رہا۔ اس زمانہ کا اندازہ

پچیس ہزار سے کچھ زیادہ تک لگایا جاتا ہے۔ نینڈر تھالی تھیں پیشانی میں

چھوٹی تھیں جس پر گہری پوئیں تھیں۔ اس کے انگوٹھے انسانی انگوٹھوں کی

طرح انگلیوں کے چاروں طرف حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی گردنیں

اتنی وزنی اور موٹی ہوتی تھیں کہ وہ اپنے سر پیچھے کی طرف موڑ کر ادا پر

نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ان کے جبڑوں کی ہڈیاں جن میں ہای ڈیڑگی انسانوں

کی طرح تھوڑی مفقود تھی حقیقی انسان کی تھوڑی سے ہرگز نہیں ملتی تھی

اور دانتوں کی بناوٹ بھی جدا گانہ تھی۔ ان کے دائروں میں زیادہ

پیمیدگی ہوتی تھی۔ انسان کے دانت کی طرح لاسبے دانت ان میں مفقود

تھے۔ ان خصوصیتوں کے اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ نینڈر تھالی انسان

وہاں سے لے کر ۱۱۵۰۰۰ یا ۱۱۵۰۰۰۰ انسانوں سے لے کر ایک تھیں۔ اور

بائبل کے بعض حصوں میں اس کی تعداد ۱۱۵۰۰۰۰ سے لے کر ۱۱۵۰۰۰۰۰

تک لکھی ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

۱۱۵۰۰۰۰۰

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

حقیقی انسان

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

سب سے زیادہ اہم ہے کہ انسان کی عمر سب سے زیادہ

تین سو سال ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو یہ بات

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
پیشکش

[illegible]

1 - CroMagnon

2. *Prunella* *Idi*

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

بہارِ روضہ کی بہ نسبت بہت کم ہے۔
 ہر گز نہ کہ یہ کتاب پہلے سے تھی۔ بلکہ نور اللہ کو پاپنا لکھی تھی۔
 نہیں کہ یہ کتاب کسی کو نہیں مضر۔ بلکہ تفسیرِ تفسیرِ تفسیر ہے۔

نہیں تھے۔ چونکہ کچا لاشہ کا سناٹا لگایا جاتا ہے اور یہ سناٹا ہوتا ہے کہ
جاتا ہے کہ کچا لاشہ کے پیر کے ساتھ یا تو بڑا یا تو چھوٹا ہوتا ہے۔
پس ان کے مابین نہ تو یہ فرق ہے کہ بڑا یا تو چھوٹا ہے۔
تھا اور نہ ہی ان کے مابین فرق ہے کہ بڑا یا تو چھوٹا ہے۔
ڈھک لیا کرتے تھے۔

یہ ہوتا ہے کہ ان کے مابین فرق ہے کہ بڑا یا تو چھوٹا ہے۔
کر رہا ہے

پالائیک

تہل نائیچا تمدن

(Prehistoric Civilization)

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

تہل نائیچا تمدن کا تہل نائیچا تمدن ہے۔

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص نتیجہ یا رتوبہ نہیں البتہ انہیں کسی نہ کسی وقت
کے تحت ضرور کاٹا گیا ہے یا ہوسکتا ہے کہ متبادل زمانہ کے ساتھ ساتھ پانی
کی رتن باہمی کے دباؤ سے ان کی یہ شکل بدلتی ہو یہ جہاں سب سے پہلے شکار

3. Bourgeois, A. نے اپنے (The Neanderthal) کے قریب

کھدائیوں میں پتھر کی چھڑکیوں کے ٹکڑے برآمد کئے جن کے بارے میں یہ اندازہ

ہے کہ یہ ہوسکتا تھا کہ انہیں کسی انسانی یا حیوانی ہاتھوں نے خاص ارادے

سے تراشا ہے چونکہ یہ پتھر کے ٹکڑے بالکل ابتدائی زمانہ کے انسانی

تہذیب سے روشنی ڈالتے ہیں، اسی لئے انہیں "Follet's" یا پر بھاتی پتھر کا نام

دیا گیا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کے بعد کئی اور مقامات پر مشابہ پتھر

پائے گئے ہیں۔ 19۰۹ء میں B. de la C. نے Cermet

کا نام دیا ہے اور Foxhall میں اور دروازہ پر لوٹ

کا نام دیا ہے اور B. de la C. نے اپنے مایوں کے کھدائیوں میں

پتھر کے ٹکڑے برآمد کئے جو ان کے بارے میں ہمیشہ اختلاف رائے رہا کہ حقیقی

ہو یا نہیں کسی کے ہاتھ کے بنائے ہوئے تھے یا زمین کی تپش سے دب دیا کہ

درخت سے کوڑے ہو کر ان کی یہ شکل بن گئی ہو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یا ان کے

بہاؤ کے زور اور مٹی کی گڑ سے ان کی یہ شکل بن گئی ہو۔ چاہے کچھ جوان بھاتی

تہذیب کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا مگر چونکہ یہ مقامات یا

بنتل سویرے کے سورج کی کرنوں کی طرح یہ ہمارے ابتدائی تمدن پر لمبی سی

جھلک ڈالتے ہیں اس لئے انہیں "پر بھاتی پتھروں" اور اس زمانہ کو

"پر بھاتی جگ" کا نام دیا جاتا ہے۔

پیر بھاتی جگ Paleolithic پرانے پتھر جگ تمدن کو تین حصوں میں بانٹتے

(۱) Lower paleolithic پرانے پتھر جگ کا ابتدائی زمانہ

(۲) Middle paleolithic یا Mousterian

پرانے پتھر جگ کا درمیانی زمانہ

(۳) Upper paleolithic پرانے پتھر جگ کا آخری زمانہ

Lower paleolithic پرانے پتھر جگ کا ابتدائی زمانہ :- اس دور کو

دو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان میں

1. Chellean 2. Acheulean 'Chellean

تھمنا کے (Coups-de-poing) اور ہندسے کے

پتھر کے تمبیارے ہیں ان میں گڑبڑ سے تراشے ہوئے چاقوؤں کی قسموں سے

قسم کے نوے اور چھیلنے کے کام آنے والے ہندسے تمبیارے نظر آتے ہیں

پتھر کے تراشیدار اور چھیلنے کے کام آئے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر کی

تراشیداری سے مار مار کر انسان نے کچھ ہندسے قسم کے تمبیارے تیار کر لئے

تھے۔ ان میں اور پیرس کی مختلف کھدائیوں میں ان تمبیاروں کو برآمد کیا

گیا ہے۔

شیلین

Chellean

فرانس کے شیلین علاقہ کے کئی فاروں میں

قبل شیلینی و شیلینی تمبیارے ملے ہیں ان کے

میں زیادہ فرق نظر نہیں آتا۔

اسکے کہ شیلین تمبیارے کچھ بہتر قسم کے ہیں۔ کچھ تمبیاروں کی بہتر

ان کی لائیاں زیادہ سے اور بعض مرتبہ بہت نوکدار ہوتے ہیں۔

کڑے کھردرے سے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے چھراز کی

پتھر کے ٹکڑے تراش دیئے جاتے تھے اور ان سے تھوڑیاں اور کھرپے

تمدن کا نام دیا جاتا ہے۔ اس زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ پچھلے تراش
کے ذریعہ چاق اور دوسرے ہتھیاروں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکالے
کر کے اپنے منشا کے مطابق آراستہ بنائے جاتے تھے۔ ہڈیوں اور ہاتھی
دانت کا استعمال بھی بڑھتا جاتا ہے۔ ہڈیوں کی سوئیوں، تیریں اور
نوکرار نیزے بھی کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ یورپ میں اس تمدن کے
حدود بہت محدود معنوں میں ملتے ہیں۔ ڈینیوب کے کنارے،
برصغیر، فرانس، وکین انگلستان، آئرلینڈ اور یورپی اسپین کے کچھ حصوں میں
بھی اس کی نشانیاں ملی ہیں۔

البتہ اس کے بعد کے دور یعنی میگلٹھ یا پتھر زمانہ میں ہڈیوں کے
ہتھیاروں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں
ہے کہ کھانے کوڑ والے آٹا تڑا ہو پکا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ
ہڈیوں کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ فن کھرا ترقی کا خاص زمانہ
ہے جب کہ غاروں کی دیواروں پر بڑے اچھے نمونہ کی تصویریں
بنائی جا رہی ہیں۔ وندھانے والے ہتھیاروں کے علاوہ بارہ شگھروں کے
سنگوں سے ہار لہریں (ایک قسم کا ہتھیار) بنائے جاتے تھے ہیں۔
کبھی ایک طرف تو کبھی دونوں جانب ہار پونوں کے وندھانے بنے ہوئے
ہیں۔ ان ہتھیاروں کی مدد سے شکار کرنے میں کافی آسانی پیدا
ہو گئی اور روزانہ کی زندگی میں کام آئندہ اشیاء میں اضافہ ہوا۔
Middle Paleolithic age پتھر کے زمانہ
ازی ایماں تمدن کا ہے۔ ہر سال پچھلے زمانہ
تصور کیا جاتا ہے۔ وکین فرانس میں (Mediterranean Age) کے

ما اتفاقی سماجی حالات نے بچوں کے انتشار اور پھیلاؤ میں
مدد دی اور اسی زمانہ میں سب سے پہلے بچے گئے اور ساتھ ساتھ
بچوں کو پانی پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ چونکہ کھانے کے کام آئو والے
آلات اور دبانے کے کام آئو والے پیچھے کے پیچھے سارے میں اضافہ ہوا،
اس لئے کہنتی کو ترقی ہوئی۔ ان نئی ترقیوں کی وجہ سے آبادی میں بھی
اضافہ ہوا، غذا کی فراہمی کی ضرورت محسوس ہوئی اور خستہ مزدوری
محسوس کیے شکار میں اضافہ ہوا۔ غرض اس زمانہ میں راجستھانی کا
تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔ یہ تبدیلیاں پوری نہیں تھیں۔

جہاں تک ان بچوں میں اضافہ ہوا چاہے وہ
برتن سازی | پانی دینا ہو یا نہی، دنیا، آبادی کی شرح میں
اضافہ ہوا۔ زرخیز میناں چند ایسے لوگوں کے قبضہ میں آ گئیں
جو مالدار سمجھے جاتے تھے۔ جو رقبہ میناں بہت زیادہ تھے وہاں آبادی
کی گنتی فی میناں اضافہ ہونے لگا۔ کئی لوگ کاشت کے سوا کچھ نہ کر سکتے
کاموں میں بھی لگے ہوئے تھے۔ مثلاً برتن سازی اور بننے و چھڑکنا
کام اور بڑھتی دکنی سازی، پھلی پیرنا اور گورنمنٹ کے کام
مذہبی ضروریات کا تکمیل وغیرہ۔ ان تمام ضرورتوں کی وجہ سے بہت
سی نئی چیزوں کا انکشاف ہوا۔ مسکنات ہتھوڑے بنانے لگے۔ مالدار لوگوں
نے فیوج رکھنی شروع کی۔ نیا نیاں میں جو مجرم یا مفتوح لوگ گرفتار
ہوتے، ان سے غلاموں کا کام لیا جاتا تھا۔ اس کے بعد گھوڑوں کی تربیت
اور کئی ذرائع مقرر ہوئے۔ آبادی کی وجہ سے شکار کا مشغلہ مالدار
پیشہ کیا اور اس کی بجائے پانی شروع ہوئی۔ جانوروں کو پالنا

ان کے دودھ اور چھڑوں کو اپنے رخاؤں کے لئے کام میں لانا اور ان سے سواری کا کام لینا اب زیادہ ضروری سمجھا جانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ پارچہ بانی کی صنعت کی ابتدا بھی ہوئی۔

تقریباً پانچ ہزار سال پہلے انسان کو تانبے کا دھاتوں کا جنگ علم ہوا۔ پتھر کی کلہاڑوں سے تانبے کی کلہاڑیاں بنائی گئیں۔ انہیں خوب کام آئے۔ تانبے کی بڑی بڑی ہانڈیوں میں اس تانبے کو گھول دیا جاتا اور تانبے کے تانبے کو سانچوں کے ذریعہ الگ الگ شکلیں دی جاتی۔ بہت سے آہستہ آہستہ انسان نے تانبے کے مختلف ہتھیار بنانے شروع کئے۔ ابتدا میں ان کی شکل پتھر کے ہتھیاروں کی سی تھی مگر بعد میں ان سے انسانی ضروریات کی اور چیزیں بھی بنائی جانے لگیں۔

ہتھوڑے مار مار کر خام تانبے کو اسی طرح چمپا بنایا جاتا تھا جس طرح ستروں میں صندلی کی شکل آتھی۔ اس کے اندر کرتے تھے۔ بہت سا خام تانبہ جزیرہ *Cyprus* یا آتما تھا جس کی وجہ اس عہد کو *Copper Age* یا *Chalcolithic* (یونانی لفظ *Chalkos* یعنی تانبا اور *lithos* یعنی پتھر) بھی کہتے ہیں۔

تانبے کی دریافت کے بہت جلد بعد کانسنہ کا علم ہوا۔ لگ بھگ ۳۵۰۰ ہزار برس پہلے انسان نے کانسنہ کی ذرات بنائی۔ تانبہ جگ چند صدیوں سے زیادہ نہیں جاری رہ سکا۔ ایسا

حصہ میں۔ مسعود، درصیہ بھارت اور سندھ گجرات پنجاب
 کے بعض مقامات پر پرانے پتھر جگہ کہ تھرا کا ہاٹریاں اور
 چاقوؤں کے قسم کے کئی ہتھیار برآمد ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر
 ایمرن فلیس کے خیال میں ہندوستان میں دراصل تمدن
 سب سے قدیم ہے کیونکہ یہاں پر پورے پانچ طرح
 Coup-de-poinچھتہ کافی ترقی پر تھی۔ اس
 معایم ہوتا ہے کہ پرانے پتھر جگہ کا تمدن زیادہ ترقی مند
 پر کھیل ہوا ہے۔ یہیں سے شاید یہ تمدن پنجاب کی وادی
 سوہان ملک پھیل سکا اور بہت مکان سے جہد کے ذریعہ
 ہندوستان کے پورے بھارت پر آباد ہو کر نئے پتھر جگہ کا
 پھیلانے کا موقع مل سکا۔

The Scientific Concept of Race

باب (۴)

انسانی نسلیں (Races of Mankind)

نسل کا مسئلہ موجودہ زمانہ میں سیاسی، تمدنی اور کچھ مذہبی اعتبار سے بھی بہت زیادہ اہم بن گیا ہے۔ سماجیاتی اور انسانیاتی نقطہ نظر کے مانتے والوں کے خیال میں یہ نسل بھید اور فرق نہ صرف ایک نژادی نوعیت رکھنے میں بلکہ ان کے پیچھے خود مرکزیت یا (ethnocentrism) کا بڑا کام کر رہا ہے۔ انسانیاتی اور نسلیاتی معنوں میں، نسل کا مسئلہ ایک جدید حیاتیاتی مسئلہ ہے جو انہوں کے درمیان انسان کی کیا حیثیت ہے، کیونکر نژادی تبدیلی سے انسانی شکل و شمارت میں خاص تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، اور یہ تبدیلیاں کے جوابدہ یا نہیں، انسانیات و نفسیات میں بحث ہے یا علم انسانی میں۔ جبکہ کبھی نسلوں یا जातीوں کی بات ہم کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارے یہ فرق ہوتا ہے کہ انسان کی ان ظاہری خصوصیتوں کو دیکھیں جو ہماری نسلوں کے ساتھ ہیں۔ سب سے اہم اور تمدنی، فطرت اور کردار، عقل اور ذہن کے اعتبار سے چاہے انسانوں انسانوں میں کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو مگر جب ظاہری خصوصیتوں یعنی انسانی شکل و صورت، قد و خال، رنگ و روپ کو بغور دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایسی بے شمار کافریں ہیں۔ اسی لئے ہزاروں نسل

کے فاصلہ کے باوجود انسانوں انسانوں کی شکل و شباهت میں کچھ اس
قسم کی یکسانیت نظر آتی ہے جو نسلی اعتبار سے انہیں ایک ہی گروہ بندی
میں شامل کر دیتی ہے۔ یہ دوسرا سوال ہے کہ اتنے بڑے فاصلہ کے باوجود
کیونکر ان کی شباهت میں یکسانیت ہے مگر بڑا اہم نکتہ یہ ہے کہ کیونکر خاص مقامات
پر خاص قسم کے جسمانی خصوصیتیں رکھنے والے لوگ نظر آتے ہیں۔ یہ جسمانی
خصوصیتیں نہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملتی ہیں اور یہی انہیں اپنے
نسلی رشتہ میں منسلک کر دیتی ہیں۔ وجہ ہے کہ نسل سے مراد ہم ایسے افراد
کے مجموعہ سے ملتے ہیں جن میں جسمانی خصوصیتیں جنہیں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد
سے ورثے میں حاصل کیا ہے عام ہوں۔

نسلی پہچان کے لئے طبعی انسانیات یا نسیات کے طالب علم کو
چند خاص خصوصیتوں کو دھیان میں رکھنا پڑتا ہے۔ ایک طریقہ تو وہ ہے
جس میں ناپنے اور حسابی عمل کرنے کے بعد نسلوں کے فرق کو معلوم کیا جاتا
ہے۔ اس کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس کو *definite* یا قاطعی قسم کا طریقہ
کہتے ہیں۔ مثلاً سر کی چوڑائی اور لابیائی کو ایک دوسرے سے تقسیم کر کے
ذرا سنو سے شریب ویکر سفلک انڈکس (cephalic index)
کا لہ جاتا اور سر کے گول، لہجے یا متوسط پونے کا یقین کر لیا جاتا ہے۔

سفلک انڈکس: سر کی چوڑائی
سر کی لابیائی

عام طور پر متوسط درجہ کے سر *mesocephalic*

سفلک انڈکس ۷۵ سے ۷۹ کا ہوتا ہے

اسی طرح گول سر یعنی brachycephalic

کا سفالک انڈکس ۸۰ سے ۸۴.۹ کا ہوتا ہے اور

بے یا تنگ سر dolichocephalic

کا سفالک انڈکس ۷۵ سے کم کا ہوتا ہے۔

اسی طرح ناک کی چوڑائی و اوچائی کے تعلق سے nasal index
ناسالی انڈکس معلوم کیا جاتا ہے۔

$$\text{ناسالی انڈکس} = \frac{\text{ناک کی چوڑائی}}{\text{ناک کی اوچائی}} \times 100$$

دوسرا طریقہ جو indefinite method یا غیر قطعی طریقہ کے نام سے موسوم ہے نسلوں کی ظاہر خصوصیتوں پر زیادہ زور دیتا ہے۔ انسانی قد، چمڑے کا رنگ، آنکھوں کا رنگ اور آنکھوں کی بناوٹ سر کے بالوں کی بناوٹ، جسم پر بالوں کا کم یا زیادہ ہونا، ہونٹوں کی موٹائی اور پتھرا پن، ناک کی بناوٹ، چوڑائی یا چھپا پن، ہونٹوں کی بناوٹ وغیرہ۔

ایک تیسرے طریقہ میں blood groups خونی گروہ بتائیوں کا اندازہ لگاتے ہوئے معلوم کرتے ہیں کسی انسانی گروہ کا تعلق کونسی خاص خونی گروہ بندی سے ہے۔ اس قسم کے چار گروہ بنیہال قائم کی گئی ہیں۔ او (A)، بی (B)، اے (AB) اور او (O)۔ اس طریقہ سے یہ معلوم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کہ کہاں تک ایک ذات انسانی گروہ دوسری نسل سے

میل کھا چکا ہے۔ ان ہی دنیا دوں پر تحقیقوں کے بعد یہ ثابت ہو چکا
 ہے کہ دنیا کی کوئی نسل "اصلی" نہیں کہلائی جاسکتی۔ ہر نسل کا کسی نہ کسی دوری
 نسل سے غونی میل ہو چکا ہے۔ اس لئے لوگوں کے "اصلی خون" اور "نسل
 برتری" کے دعوے غلط، بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔

یورپی دنیا کے آدمیوں کو تین بڑے نسلی گروہوں میں
 نسلی تقسیم بانٹا گیا ہے۔ یورپی، منگولوی اور نیگریڈی۔ یورپی نسل
 کو (Caucasoid) کا کثیراٹھ یا قفقازی

نسل کا بھی نام دیتے ہیں۔

یورپی یا کثیراٹھ نسل اس کو دوبارہ چار ذیلی نسلوں میں تقسیم
 کیا گیا ہے۔

(۱) Mediterranean یا رومی نسل

یہ گروہ میں دکنی یورپی اور اتری افریقی (جن میں
 نسل کے لوگ بھی آجاتے ہیں) شامل کئے جاتے ہیں۔ اس نسل کے لوگوں کا
 قد چھوٹا، گھٹیل بدن، زیتونی رنگ، ہلکے بھورے رنگ کے لہری
 بان اور بھوری کالی آنکھیں، لالہ ناس، چھوٹا اور بیضوی قسم کا چہرہ
 اور چھوٹا سا ہنہ ہوتا ہے۔ یہ گروہ رومی جزیروں، دکنی فرانس، اطالی
 اور وینز کے کچھ حصوں اسپین، مراکو اور یورپی جانب ہندوستان تک
 پھیلا ہوا ہے۔

(۲) Alpine نسل اس میں یورپ کے
 گول سروں کی اکثریت شامل ہے۔ یہ گروہ فرانس کے مدھیہ بھاگ سے لیکر

سوئزرلینڈ، زیکیو سلاواکیہ، بلغاریان کے دکنی بھاگ، سوئیٹ اتیو
 کے پوربی حصہ اور اتر کچھمی افریقہ ناک پھیل ہوا ہے۔ اس گروہ کے
 کسی بھی فرد کو چن کر دیکھیں تو حسب ذیل خصوصیتیں نظر آتی ہیں۔ گہرا
 سفید رنگ، بھورے لہری بال، بھوری آنکھوں پر گہری بڑھاپی جسم پر
 گھٹے بال، چوڑا چہرہ، کبھی کبھی موٹی گردن اور متوسط سے لیکر ایک
 اچھا کھیل بدن۔ آسٹریا کا باشندہ اس کی ایک اچھی مثال ہے۔

(۳) نارڈی گروہ *Nordic race* اسکاڈی
 نیویا، اتری جرمنی، ہالینڈ اور بلجیم کے حصوں میں یہ نسل پھیلی ہوئی ہے
 گریٹ برٹین، متحدہ امریکہ اور برٹش کالونی میں بھی نارڈی عنصر بہت
 زیادہ نظر آتا ہے۔ ایک ایسا سوئیڈی جس کا رنگ اور شی بال
 ہلکے بھورے رنگ کے ہوتے ہیں، جس کی آنکھیں نیلی یا ہلکی بھوری
 یا ہلکا چہرہ پر اوپنی پتلی ناک اور چھوٹی ٹخوڑی ہوتی ہے، اس
 نسل کا بہت اچھا نمونہ ہے۔

ڈناری نسل (*Dinaric race*) یورپ کے ڈناری
 پیم کے نام پر رکھی گئی ہے۔ اس نسل کے لوگ مدھیہ یورپ میں فرانک
 سے متحد وینا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کا قد لاتبا، گھٹیا بدن،
 لڑنی انگلیں نسبتاً موٹے ہونٹ، ہلکے بھورے رنگ کی آنکھیں،
 موٹی گردن اور کالے و لہری بال ہوتے ہیں۔

منگولوی نسل کے لوگ پیلی یا بھورے رنگ کے
 ہوتے ہیں۔ ان میں ہندوستان یا لہری بال، چوڑے

چھٹے چاند نما چہرے، گالوں کی ہڈیاں اونچی، ناک چھوٹی اور چپٹی
 تھوڑا سا سر جوڑا، کان بھورے رنگ کی آنکھیں، معمولی طور پر
 موٹے ہونٹ، گول تھوڑی، چہرے اور جسم پر بہت کم بال ہوتے ہیں
 چھوٹی یا بالکل معمولی سی ہوتی ہیں۔ بعض منگولوں کی آنکھ کے اوپر
 کچھ پست اندر کو مڑے ہوتے ہیں۔ یہ خصوصیت ایشیائی منگولیوں میں زیادہ
 درجہ تک ہونڈوٹ میں نسبتاً کم دکھائی دیتی ہے۔

منگولوں کی تین بڑے ذیلی نئی گروہوں پر مشتمل ہے۔

palaeasiatics (ب) جدید

(ا) قدیم ایشیائی

ekoeasiatics اور (ج)

ایشیائی

Andonesianic Malayan - ہند ملائی -

(الف) یورپی سائبیریا کی، لگ بھگ ایک لاکھ آبادی اس

گروہ سے متعلق ہے۔ چالیس ہزار سے بھی زیادہ اسکیمو۔

اور کئی ہزار امریکی انڈینوں کا شمار بھی اس ذیلی نسل میں ہوتا ہے۔

یورپیوں کے آباد ہونے سے پہلے، امریکہ میں وہ آدمی باسی ہتھ تھے

جنہیں کوہلیس نے انڈینوں کا نام دیا تھا۔ تاریخی نقطہ نظر سے وہی

حقیقی امریکی ہیں۔ اس کے علاوہ اچھی حال حال تک کہ کوئی ایسا آثارِ تاریخی

نہیں مل سکا جو اس بات کو ثابت کر سکے کہ انڈینس سے پہلے

وہ رہا۔ شاید ۱۵۰۰۰ سال پہلے آباد کیا۔ بہت سکھ رہے۔ اس سے پہلے

وہ پہلی بار یہ ہوئے ہوں۔ بہر حال مختلف اوقات میں وہ یہاں آکر

رہ گئے۔ چھوٹے چھوٹے گروہ ہر رنگ آبنائے واسٹریٹ کو پار کر کے

خدا کی کنوچ میں یا دوسرے قبیلوں سے بار بار مان کر یہاں بسنے پر مجبور ہوئے۔

دکنی اور پوربی طرف سفر کرتے ہوئے وہ اتر مدھیہ اور دکنی امریکہ میں پھیل گئے۔

(ج) *Neo-asia* مدھیہ پوربی ایشیائی نسلوں میں جاپان، کوریا اور چین کے لگ بھگ ساٹھ کروڑ باشندے اور تشریف جوار کے کئی کروڑ باشندے شامل سمجھے جاتے ہیں۔ بعض مقامی تہذیبوں کا باوجود چینوں کو ریائیوں اور جاپانیوں میں جسمانی ختمو حیثیتوں کے ان سے کافی مشابہت ہے۔ ان ہی لوگوں میں منگولوئڈوں کی نسبت اہم خصوصیت آنکھ کے پلوپوں کا اندر کو مڑا ہوا ہونا *Prognathism* *gold* نظر آتا ہے۔

(ج) *Indo-Malayan* سے زیادہ تعداد میں دکنی پوربی ایشیا اور اس سے ملحقہ ملکات میں آباد ہیں۔ ان سب علاقوں اور یورپ کے بگیوں کی سی ختمو حیثیتوں ملتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دکنی پوربی ایشیائی منگولوئڈوں کی قوم میں جب بھرتی کرنے کے طریقوں کو ترقی ہوئی اور دوست میں اضافہ ہوا تو بگیوں کی طرف سے نوطن شروع ہوا۔ نتیجہ کے طور پر وہ منگولوئڈ گروہ وجود میں آئے۔ ایک جس کو پردوٹاٹے یا انڈو نیشائی کہتے ہیں اور دوسرا جس کو *Neo-Malay* کہتے ہیں۔ ان علاقوں کے علاوہ برما، تبت، آسام، ملائیشیا میں بھی منگولوئڈ نسل کی خصوصیتیں رکھنے والے لوگ پھیلے ہوئے ہیں۔ منگولوئڈ نسل آفریقہ اور سمندرستان پر پھیلی ہوئی ہے۔ منگولوئڈ نسل کا قد اوسط قسم کا ہوتا ہے لاشے ہاتھ مڑنا نہیں

چھوٹی، سر لا ہوا، رنگ، ناک چپٹی اور موٹے ہونٹ، کان چھوٹے
 جس میں عام طور پر لوہی سفید و ہوتی سرے، کالی آنکھیں اور کانٹے
 ونی بال ہوتے ہیں۔ اس نسل کو بھی دار ذیلی نسلوں میں تقسیم کیا گیا۔
 (الف) جنٹل میں بسنے والے نگر و بونچر، افریقہ اور کالیکٹ جنٹلو
 میں بستے ہیں اس کی مثال *Techi Enae* قبیلے کے لوگ

ہیں (ج) دوسرا گرو و ٹوٹک *Akila Tie ekego* یگرو
 کا ہے۔ یہ لوگ، تدریجاً افریقہ اور لیکس ریجین میں پھیلے ہوئے
 ہیں۔ یہ قبیلے ڈزک اور شیلو کے قبیلے۔ (ج) سسٹوستانی یگرو *Acceana*
 یہ نسل، موٹا، بیا پودان، ٹیڈ کنی، اور انہما میں آباد پرافی میں پوری
 ۔ مادی نسل کے لوگ شامل ہیں۔ (د) چوتھی قسم یگرو پیپریوں کی ہے۔
 یہ کانگو، نیوگنی کے اندر، فیلیپین اور اندمان اور یا کے جزیرے
 پر پائے جاتے ہیں۔ یہ بہت پیچھے قد کی نسل ہے۔ کہ بچے دار بال، پلساٹ لیا
 ہو، منہ بڑا، گولی سر، چوڑا ناک، چوڑا چہرہ، موٹے ہونٹ، پوڑی تر
 یہ نسل بڑی ناک اور چھوٹی، مانگیوں، سر لا بسنے والی اس نسل کی خاص باتیں
 ہیں۔ مثالیں اس نسل کے لوگ آبا ہیں۔ اس کی مثالیں افریقہ کے
 بونچر، فیلیپین کے *Akila* ملایا جزیرے کے *Sernang*
 جاتی کے لوگ ہیں۔

یورپی، منگو لوی اور نیگری نسل کے علاوہ ایک اور
 اس نسل کی مثال | نسل: نئی خاص منہ، بھتوں سے انتہا سے بالکل علیہ
 گروہ بناتی ہے۔ اس کو آسٹریلویڈ یا آسٹریلوی نسل کا
 نام دیتے ہیں۔ یہ آسٹریلویڈ کے سب سے زیادہ پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ آسٹریلویڈ کے چوڑے

برا عظم ہے جس کا رقبہ تقریباً متحدہ امریکی ریاستوں کے برابر ہے عام
 طور پر یہاں کے تمام قدیم باشندوں کی خصوصیتیں سوائے تھوڑے سے
 فرق کے ساتھ ایک ہی قسم کی ہیں۔ آٹماہ یا تین مہینہ اس بات کو ثابت کرتا ہے
 کہ انسان یہاں بہت قدیم زمانہ میں آکر بس گیا ہو گا۔ اور ایک زمانہ تک
 بیرونی اثرات سے بچا رہا۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں بہت کم تبدیلیاں پیدا
 ہو سکیں۔ ۱۶۶۷ء کے بعد جب کہ یورپی یہاں آکر بسنے لگے تو ان میں بھی
 تبدیلیاں ہونے لگیں۔ آسٹریلیا کے آدی باسی، ہندوستان کے وندھیا
 پریش اور دکنی بھارت کی آدم جاتیاں جیسے بھیل اور سیچو اور سیلون
 کے ویداؤں کا شمار اسی نسل میں ہوتا ہے۔ اوسطیاً چھوٹا قد، لہری یا گھٹکرا
 بال، چاکلی رنگ، موٹی و پچیلی بڑی ناک، موٹے ہونٹ اور لاٹھا سر
 اس نسل کی اہم خصوصیتیں ہیں۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہندستان
 ہندستان کی نسلیں | قدرتی پناہ گاہوں اور سرحدوں کے باوجود
 قدیم زمانہ ہی سے مختلف نسلوں کی آماجگاہ بنا
 رہا ہے۔ یہاں کی دولت انہیں یہاں کچھ لائی ہو یا اونچی سنسکرتی کا نام سن کر
 آئے ہوں۔ بہر حال مختلف نسلی و انسانی گروہوں نے ہر زمانہ میں اس کو اپنا
 گھر بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ایک طرف تینوں اہم نسلیں نظر آتی ہیں تو
 دوسری طرف نسلوں کے باہمی ربط اور خونی میل کی مثالیں بھی کم نہیں ملتیں
 ایک عرصہ تک یہاں کی نسلیاتی تقسیم کا مسئلہ تاریخی میں رہا۔ کوئی
 باضابطہ سائنسی تحقیق اس پر نہیں ہو سکی۔ شری پتھ راجہ
 H. H. Risley نے سب سے پہلے سائنسی طور پر یہاں کی آبادی کو تقسیم

انڈمان کے سیکر تو جاتی کو چھوڑتے
 ہو س وہ یہاں کی آبادی کو سنا بڑے
 گردہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ترکی، ایرانی
 ہندی، آریائی، سکھ، دراوڑی، آریائی
 دراوڑی، سنگو لوی، دراوڑی، سنگو لوی

نزلے Risley
 کے اعتبار سے ہندوستان کی
 نسلیاتی تقسیم

۱۔ اور دراوڑی۔ (۱) ترکی ایرانی نسل پاکستان کے سرحدی صوبوں اور بلوچستان
 علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ صاف رنگ، لاناقد، کالی آنکھیں (یعنی مرتبہ
 بھوری بھی) بہت باریک بینی، ناک اور گھنی دائی ان میں عام نظر آتی ہے
 (۲) ہندی آریائی نسل پنجاب کے پوربی حصہ اور راجپوتانہ و کشمیر میں
 پھیلی ہوئی ہے۔ لاناقد، لاناقد، واضح مگر تنگ ناک، کھلا رنگ۔
 آنکھوں کا رنگہ کارہ ہوتا ہے۔ راجپوت، مہار، کھتری ذات کے
 لوگ اس کی اچھی مثال ہیں۔ (۳) سکھ، دراوڑی اور سندھ کے لوگ ہوتے
 ہیں جن کا کھلا رنگ ہوتا ہے اور لانی ناک اور جسم یہ بہت کم بال ہوتے
 ہیں۔ یہ سکھ، اور دراوڑیوں کی ملوان نسل ہے جو مدھیہ پردیش کے
 بہار، علاقوں، سوراخسٹرا اور کوٹک میں پھیلی ہوئی ہے (۴) چوتھی یعنی
 آریائی دراوڑی نسل کا کبھی کہا اور کبھی ملکا، جو راجہ رنگ ہوتا ہے۔
 دراوڑیوں اور ہند آریائیوں کی یہ ملوان نسل اتر پردیش، راجپوتانہ
 اور بہار میں پھیلی ہوئی ہے (۵) سنگو لویوں اور دراوڑیوں کی ملوان
 نسل میں عام طور پر کالے رنگ کے لوگ ہوتے ہیں۔ سرگول، چہرے پر
 کافی بال، اوسط قسم کی ناک اور قد بھی اوسط درجہ کا ہوتا ہے۔

بنگال، اورولسہ کے برہمنوں، کالیستھوں اور بنگالی مسلمانوں میں
 اس نسل کی خصوصیتیں نظر آتی ہیں (۶)۔ منگولیائی نسل کے لوگ جن کے
 سر جوڑے، چہرے، جسم کا رنگ کالا یا گہرا پیلا، جسم بہت
 کم بال اور متوسط یا چھوٹا سا ہوتا ہے۔ بنیال، آسام اور برما میں
 یہ پھیلے ہوئے ہیں۔ (۷) دراوڑی تقریباً سب کا رنگ کالا ہوتا
 ہے۔ انہیں کالی قد بہت چھوٹا، گھٹے بال، لاٹھا سراورناک بہت
 چوڑی اور جڑ میں دہنی ہوتی ہے۔ مکنی آتے ہیں۔ اس کی اچھی مثال
 مدراس کا پین اور چھوٹا ناگیور کے شمال قبیلہ کا ایک آدمی ہے۔
 رز کے نے متناظر دو بنڈیاں تو فروہ بنائیں مگر ان میں وہ
 تین یعنی دراوڑی، ہندی آریائی، اور منگولیائیوں کو ایک ہی
 میں۔ ان کے اس خیال کو آج مانا نہیں جاتا مگر پھر بھی اس تقسیم کو اس
 اعتبار سے مستحکم دیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کی نسلی تقسیم کے سلسلہ
 میں انہوں نے پہلی کر کے دوسروں کے لئے مزید تحقیق کا میدان پرکھا
 کر دیا۔

ان کے علاوہ اے۔ سی۔ ہیڈن	اے۔ سی۔ ہیڈن کی رائے
A.C. Haddon نے بھی	
ایک اعتبار سے تقسیم کرنے کی کوشش	

کی۔ ان کے خیال میں تقسیم اس طرح کی جاسکتی ہے (۱) قبل دراوڑی (۲) دراوڑ
 (۳) ہندی آریائی (۴) ہندی الپنی (۵) منگولیائی (۶) ان کا کہنا ہے کہ
 قبل دراوڑی نسل کے لوگوں کی نشانیاں آج بھی خنکال کے آدم جاتیوں یا
 خام ہندی قبیلوں میں نظر آتی ہیں اور اوڑی پلے چھپی بنگال کے گنگا کی

وا دیوں میں رہتے تھے اور بعد میں خانہ بدوشی کی حالت میں
 چھوٹا ناگپور میں آباد ہو گئے۔ ان کے بعد آریا آئے جو نجاس
 میں بسے رہے۔ یہ آگے اس لئے نہیں بڑھ سکے کیونکہ راجپوتانہ کا ریت
 پنج میں حائل تھا۔ پورب میں جنگل تھے اس لئے اوجھڑکار نہ بھی
 انہوں نے نہیں کیا۔ البتہ جہناؤ گنگا کاں ادیوں میں آباد ہو گئے۔ اسی
 طرح اچینی بھی آئے۔ ٹھیک ٹھیک نہیں بتایا جاسکتا کہ یہ کیوں کر یہاں
 آ سکے بہر حال ان کے بعد *Indo-chinese* ہندی چینی
 تہذیب و تمدن کے رستے ہندوستان کے پورب میں آباد ہو گئے۔
 ہندوستان کا نظریہ بھی نام ٹور پر تکیہ نہیں کیا جاتا۔ مگر اس بات
 انکار نہیں کہ اس نظریہ کی روشنی میں آگے سائنٹفک تحقیق میں بڑی
 مدد ملی۔

ڈاکٹر ہن نے بھی اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ کہتے
 ہیں کہ سب سے پہلے یہاں میگو و نسل آباد تھی۔ لیکن
 اس کے بہت کم اثرات اب یہاں باقی رہ گئے

ہیں۔ اس کے بعد پروٹو آسٹریلوی *Proto-Australoid*
 نسل آئی جو پورب یورپ سے یہاں آئی جو چونکہ زیادہ مہذب
 تھی اس لئے وہ خواتین کے استعمال سے واقف اس لئے اس نے اپنے
 قدم یہاں جمائے۔ اس کا تعلق شاید وادی سندھ کے تمدن سے ہے۔

ہیرن وان اکشیڈ کی ہے۔ ہیرن وان اکشیڈ بھی وڈیڈ، المائیڈ
 اور انڈیڈ کے نام سے نسل تقسیم کرتی ہیں
 اور ان تینوں گروہوں کی ذیلی تقسیم بھی انہوں نے کی ہے جو محض ایک تو معلوم

ہوتی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ نامکمل ہی ہے اور غیر سائنٹیفک بھی۔

ڈاکٹر بی۔ بیس گروہ کی رائے | سب سے آخر میں ڈاکٹر بیس گروہ کی ہوی

نسلیاتی تقسیم ہے جو ایکسا اعتبار سے

ٹھیک معلوم ہوتی ہے اور جس کو عام طور پر تسلیم بھی کیا جاتا ہے یہ آٹھ

گروہوں میں ہندوستان کی آبادی کو تقسیم کرتے ہیں (۱) نیگریٹو (۲) پروٹو آسٹریلویڈ (۳) منگولائیڈ (۴) روہی (۵) چیمپی (۶) نائٹسٹ (۷) ڈنارک (۸) آریٹائیڈ (۹) نارڈک۔

ان میں پہلی چھ نسلوں کو وہ اہمیت دیتے ہیں۔ ڈاکٹر گروہ کا

خیال ہے کہ نیگریٹو نسل پہلے ہی سے ہندوستان میں تھی مگر آہستہ آہستہ ترقی یافتہ نسلوں کے آنے کے ساتھ ساتھ یہ باقی نہیں رہ سکی۔ اس کی علامتیں بڑاؤ نکور کے کا در اور پلاٹین قبیلہ کے لوگوں میں اور آسام کے انگامی ناگائوں

میں نظر آتی ہیں۔ پروٹو آسٹریلویڈ نسل میں آسٹریلوی نسل کی خصوصیتیں عام

ہیں۔ گونڈ، اراو، چنوا اور کھیل شاید اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

منگولوی نسل کے لوگوں میں یورپی ہندوستان خاص طور پر یورپی

شنگال اور آسام کے بعض خام تمدنی قبیلے مثلاً ناگاہ، بوڈو وغیرہ داخل ہیں۔

باقی پانچ نسلیں یورپی نسل کی شاخیں ہیں جو مختلف زبانوں

میں ہندوستان میں آکر آباد ہو گئیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان

کی آبادی کی اکثریت میں ان ہی یورپی نسل کی خصوصیتیں زیادہ ہیں

انسانی تہذیب کی معاشی بنیاد

پ (۵)

انسانی تہذیب کی معاشی بنیاد

(Economic Foundations of Human Culture)

سماجی انسانیت کے ماہر ٹاکر، فوربیر، مارگن اور ٹریسیر

پورے انسانی تمدن کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) savagery یا وحشیانہ دور (۲) barbarism

یا بربریت کا دور اور (۳) civilization یا تہذیبی دور

اس آئینہ دور سے ہمارے معنوں کا تعلق نہیں کیونکہ اس سے ہم

سب اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے ہم پہلے دو ادوار پر ہی روشنی

ڈالینگے۔

وحشی تمدن کے دور کو ہم پتھر تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جبکہ
انسان پتھر کے پتھیا رہنے کی پہلی کوشش اور آگ سے دیر یا ذلت میں لگا
ہوا تھا اور ابھی اس نے پوری طرح بات چیت کرنا بھی نہیں سیکھا
تھا۔ اس قسم کی کوئی نسل اب نظر نہیں آتی۔

آہستہ آہستہ انسان نے پتھر کے بھد سے پتھیا رہنے شروع
کئے اور ان سے وہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کو مارنے لگا۔ انسان
تمدن کا یہ ایسا زمانہ تھا جب کہ انسان غاروں میں رہتا تھا یا دھڑوں
پر یا وادیوں میں پناہ لیتا تھا۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ چرند اور پرند کو
پکڑنا یا مارنا بھی اس کے لئے کتنا مشکل ہو گا۔ اسی وجہ سے اس کی
زندگی ساگذا سہ زیادہ تر پھل پھول، جڑی بوٹی، گڈوں اور تنوں
پر ہوتا تھا۔ سویرے سویرے انسانوں کی ٹولیاں کھانے کی چیزوں
کی تلاش میں نکل جاتیں اور جو بھی انہیں مل جاتا ہے آتی تحقیق پتا
وہ جڑی بوٹیاں ہوں، چرند، پرند، انڈے، جھینگے یا گڈے۔ آسٹریلیا
کے خام تمدنی قبیلے، آفریقہ کے بگمی اور بٹیمان، چین کے وڈیا،
نیراڈی نیو گرو کے یا ہیمان انڈمان اور قبطین کے علاقہ کے اسکیمو
نسل کے لوگ اب بھی تمدن کی اسی سطح پر زندگی گزار رہے ہیں
بھارت میں بھی ایسی کئی نسلیں ہیں جو غذا اکٹھا کرنے کے ساتھ ساتھ
شکار کرتی یا شہد جمع کرتی ہیں۔ جدید آبادی ریاست کے مہوہاگر
ضلع میں بسنے والے گڈوں، جنگل کے غذائی اجناس اکٹھا کر کے
زندگی گزارتے ہیں، پیچو مرد خورتیں اپنی اکڑیوں اور مٹیوں کو بہت
سویرے سے غذا کی سمجھ میں رکھ جاتے ہیں۔ عام طور پر مرد اپنی تیزوں

سے کسی پرند کا شکار کر لیتے یا کبھی کبھی پانی میں تیرا کر مچھلیوں کو
 پکڑتے ہیں اور عورتیں گڈو والے کو کھوند لاتی یا شہد جمع کرتی ہیں۔ جبر
 کی بات تو یہ ہے کہ یہ مستقبل کا کبھی خیال نہیں کرتے اور نہ تو غذا
 کو جمع کر کے ہی رکھتے ہیں۔ وہ قدرت کی آس لگائے روز آئے ہی
 زندگی کی کشمکش میں لگے رہتے ہیں۔ مستقل، کا در، اور ناؤں اس
 دور کی اچھی مثالیں ہیں۔

دوسرا ذریعہ جس سے قدیم زمانہ کا انسان اپنی اور اپنے

شکار | خاندان والوں کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا۔
 شکار دنیا کا سب سے قدیم پیشہ تصور کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ
 جیسے جیسے انسانوں کی ذہنی نش و نما ہوئی، وہ شکار کرنے کے
 مختلف طریقوں کی ایجاد کرنے لگا۔ چنانچہ بہت قدیم زمانہ کے
 ایسے پتھر کے ہتھیار ملتے ہیں جنہیں شکار میں استعمال کے لئے خاص
 طور پر تراشا گیا ہے۔ کبھی تو ایک جانب یہ بہت بڑا کھار کر ٹیٹ
 لگے ہیں کہ قریب سے شکار کرتے ہی جانور آسانی سے ختم ہو جائے
 اور کبھی انہیں تیر کے مانند تیز بنایا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 انسان اپنے شکار کا پیچھا کرتے ہوئے دور تک دوڑتا ہوا چل
 جاتا اور ساتھ ہی ان تیز جیسے پتھر کے ہتھیاروں کو جانور پر
 پھینکتا بھی جاتا تھا۔

۱۔ امریکی انڈینوں جیسے سیکس (Saxons)
 ایکس (Acheule) اور برٹش کو لمبیا کے فشر (Fisher)
 کے علاوہ ہندوستان کے بہت سے مقامات میں قدیم ہتھیار ہیں

جو گھنے جنگلوں میں شکار کرتے ہیں گھبراتے مثلاً سکیم کے لمبیا
 (Mephitidae) قبیلے کے لوگ نہ صرف پوروں کی تاریخ سے واقف
 ہیں بلکہ پہاڑی علاقہ کے بہت سے جانوروں سے بھی آشنا ہیں۔
 داس جی کیلئے لکھا ہے کہ ناگاجاتی کے حرف دو ہی پیشہ تصور کئے
 جاسکتے ہیں داں لڑائی جھگڑا اور شکار۔ جنگلی جانوروں کا شکار ہی
 ان کا اصل پیشہ ہے۔ اسی طرح (Hare) جاتی کا اہم ہتھیار و ہتھیار
 ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو سب سے پہلے شکار کی تعلیم دیتا جاتا ہے۔
 ہر سال ان کے پاس شکار کی قابلیت کے امتحان بھی ہو جاتے ہیں۔ اڑبھہ
 کی گڈا جاتی میں بھی اہم پیشہ شکار ہی ہے۔ ہر سال ان کا شکار کئے جانے
 تھیں ہار کے موقع پر پور قبیلہ بڑے اہتمام سے ساتھ ساتھ کھیل جاتا ہے۔
 اور بڑے جیسی جاتی کا خیال ہے کہ وہ اسکاوی کے موقع پر شکار نہیں
 کرتے ہیں۔ کامیابی حاصل نہ ہو تو پور سال خراب گذرتا ہے۔ بیکار و بے روزگار
 بھنی (Bhuniya) اپنے تیرہ رنگ ہیں، تمام شکار میں بیکار و بے روزگار
 کہ ان چمک کی با آواز آواز شکاری کی جاتی میں شکاری ہیں۔
 کے تیروں سے پرندوں، مگر گوسلی اور چڑیوں کو مارنے کی اپنا پیشہ
 مشق کرتے ہیں۔ بڑے چمکے ہوئے چمکے ہوئے چمکے ہوئے چمکے ہوئے
 تو اپنے بزرگوں کے ہمراہ جنگ میں جا کر مرنے سے بڑے جانور کا شکار کرتے
 شکار کے لئے انسان نے مختلف طریقے ایجاد کئے۔ ان میں سے
 کی مدد سے بھی تو اس نے جانور کے جسم کو چھید کر مارنے کی کوشش کی
 کبھی بھنیوں اور بھنیوں کے سہارے انہیں زندہ پکڑ لینے کا خیال
 کیا۔ کبھی جھنڈے اور جانوروں کا پیچھا کرتے ہوئے وہ کھنڈر
 مار ڈالنے یا زندہ پکڑ لینے کا ارادہ کیا۔ ابتدائی زمانہ میں ان کا

ہوتا۔ لو کہار لکڑی یا کوئی تیز حقیر تنہا جس سے اس کو چھوٹے چھوٹے جانوروں
کو مارنے میں آسانی ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ شاید وہ کسی وزنی پتھر یا لکڑی
کی مدد سے چھوٹے جانوروں کو زمین پر دبا کر کھلی مارتا تھا۔ آہستہ آہستہ
انہی نے لکڑی اور پتھر کے تیز پھاقے، بسولے، کلہاڑی وغیرہ تیار کئے۔ اس
کے بعد اس نے سکڑی، پتھر اور پٹیوں کو ملا کر جوڑ کر۔ یا باندھ کر اپنے
شکار میں اور کھلی آسانیاں پیدا کر لیں اور بر چھنی، نیزے، کلہاڑی وغیرہ
تیار کئے اور شکار میں اور کھلی آسانیاں اور سہولتیں پیدا ہو گئیں۔
اس کے علاوہ انسان نے بہت سے پتھر سے اور پھندے بھی بنا
کے۔ جانوروں کو زندہ پکڑ دیا جاتا تھا کبھی کبھار چھٹک کر یا پھانس ڈال کر
جانور کو زندہ پکڑ لیتے ہیں۔ ^{مثلاً} امریکہ اور بھارت میں یہ طریقہ رائج ہے
کہ بھائی پتھر 500 بھائی پتھر کی مدد سے جانوروں کو مار
دیتا ہے۔ پتھر سے پتھر کا شکار کہہ سکتے ہیں کہ جانور پر چھوٹا ہمارے تو اس کو مارنے کے بعد
پتھر شکار کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ کچھ پتھروں میں رسیوں کی مدد
سے ایک جگہ پر رکھ دیتے ہیں کہ سرخس کے جیسا چکٹ مادہ استعمال کرتے
ہوئے کہ پتھر یا پتھر لپٹی کے پیر میں کو چھٹ جائیں بعض اوقات پتھر سے
پتھر کے شرح حرکت کر دیتے ہیں کہ جیسے ہی پرندے وہ غوراً
پتھر سے جاسکے۔ کبھی کبھی گڑھے کا دیوار پر جان بچھا دی جاتی ہے تاکہ جانور
گڑھے سے گر جائیں پتھر کے جھکڑوں کے جھین کر نیا اسی طرح ہاتھ پکڑتے
ہیں۔ بعض وقت شکار کا پتھر کرتے ہیں۔ شور و غل مچاتے ہوئے ایک
مقررہ جگہ پر جانور کو لے آتے ہیں جہاں جال پہلے ہی سے چھپی رہتی ہے
جوں ہی جانور جال پر آگرتا ہے، جال اٹھالی جاتی ہے اور قریب میں چھپے

ہوئے لوگ اپنی برچھیوں سے اس جانور کو مار ڈالتے ہیں۔ یہ جیل کے مہیا
 بیلے کے لوگ اس قسم کی جالیں استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈوولے نے مدھیہ میں
 کمار جاتی کے شکار کا اس طرح ذکر کیا ہے جن چیتھوں پر جانور پانی پینے کے
 لئے آتے ہیں۔ موسم گرما میں کمار وہاں جا کر آباد ہو جاتے ہیں۔ چیتھوں سے قریب
 چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر ان پر درختوں کی سری سری شاخیں ڈال دیتے
 ہیں اور ان میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں جیسے ہی جانور پانی پیتے سمجھ کر
 ہوئے نکل آتے ہیں یہ اپنی تیروں سے انہیں مار گرتے ہیں۔
 لیکن اس زمانہ میں جب کہ انسانوں کے غول کے غول نڈا
 چھلی پکڑتا ہے۔ اس کی کھوج میں نکلا کرتے تھے اور جب کہ چھلی کی جانکار
 ابھی نہیں ہوئی تھی انسان چھلی پکڑنے کے طریقوں سے
 واقف ہو چکا تھا۔ قدیم زمانہ میں چھلی پکڑنا اتنا زیادہ مشکل نہیں تھا
 جتنا یہ آج سمجھا جاتا ہے۔ بھارت میں قریب قریب ہر حصہ میں
 طریقہ عام ہے کہ چھیرے اپنی کندھے دار لکڑی پر جان ڈال کر انہیں
 میں پھینک دیتے ہیں اور چھلی وہو کے میں آکر اس جال میں گر جاتا ہے۔
 آسانی سے پکڑی جاتی ہے۔ اس طرح جال پکھا کر چھلی پکڑنے کا طریقہ
 زمانہ میں بھی تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور طریقہ بھی عام ہے اور
 یہ لمبوں کے ذریعہ چھلی پکڑنے کا طریقہ ہے۔ ایل یعنی کو بھوڑوں
 کی بنائی ہوئی مالی میں پھانسن لیا جاتا ہے۔ دو سر طریقہ آگ کے
 ذریعہ چھلی پکڑنے کا ہے۔ رات میں خاص طور پر اندھیری راتوں
 میں مدھیہ نریش کے کمار قبیلہ کے لوگ لکڑی کے گٹھے جلاتے ہیں
 ان گٹھوں کو نندی کے کنارے کنارے سے لایا جاتا ہے۔ مختلف قسم
 کی چھلیاں روشنی کو دیکھ کر کنار پر بڑی تعداد میں آتی ہیں لیکن انکی

انکھیں روشنی سے چند عیا جاتی ہیں۔ کماران پر تیریں برسہا کر نہیں مار ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر جم دار نے ٹھیک پکڑنے کے مختلف طریقوں کا جو دنیا میں عام نظر آتے ہیں اس طرح ذکر کیا ہے۔

(۱) ہاتھ سے جیسا کہ آسٹریلیا میں عام ہے۔

(۲) سگمای کے ذریعہ جو آسٹریلیا میں نظر آتا ہے۔

(۳) مارپون کی مدد سے جو Australia استعمال میں لاتے ہیں۔

(۴) تیریں مار کر جو اندھان میں رائج ہے۔

(۵) قلعے کی مدد سے، سیدھا، مڑا ہوا یا نوکدار کرنے والا۔ یہ

طریقہ مختلف ملکوں میں عام ہے۔

(۶) جانوروں کی مدد سے مثلاً پانی کے پرندوں، اور بیل و یا کتوں

کی مدد سے یہ طریقہ چین اور انہیں میں عام ہے۔

(۷) پانی میں نہری یا تیلی دوائیں ملا کر جیسا کہ چھوٹا ناگہرے کمرے

قبلہ سے لوگ استعمال میں لاتے ہیں۔

غرض کہ انسان نے اپنا پیٹ بھرنے کی خاطر ہر نئے طریقہ قبول اور

ایجادوں سے کام لیا اور زیادہ تر وہ جو کچھ کے ذریعہ اپنے غذائی سوال کو

حل کیا۔ کمار، جیسے قلعے اب بھی پانی میں تیلی دوائیں ملا کر جن سے پھیلیاں

مست ہو کر پانی کی سطح پر آجاتی ہیں، چھیلیوں پر تیریں مار کر انہیں پکڑتے

ہیں۔ اسی طرح آسٹریلیا کے باشندے گہرے پانی میں نہرتے، ایک اونٹنی

نلی کے ذریعہ سانس لیتے اور پانی کے پرند کو ٹانگے پکڑ کر نیچے کھینچ لیتے اور ان

کا کھانا کھاتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں سائنس کی ترقی کی وجہ سے پھیلی پکڑنے کے نئے نئے طریقے نکالے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر سمند ستانی علاقوں اور سمندر سے قریب مقاموں میں ایسے مختلف طریقے کام میں لائے جاتے ہیں جن سے پھیلیاں آسانی سے پکڑ لی جاسکیں مغربی ملکوں میں بڑی بڑی جالوں کی مدد سے وقت واحد میں ہزاروں کی تعداد میں، چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی پھیلی گرفتار کی جاتی ہے۔ بہر حال یہ کام صرف خام تمدنی یا جنگلی حیاتیوں یا غذا ایٹوروں کی حد تک کسی زمانہ میں بھی محدود نہیں رہا بلکہ ہر زمانہ میں انسان کی یہ کوشش رہی کہ نئے سے نئے طریقے کی ایجاد کر کے اپنے مطالبے منشاء کے پورا کرنے میں سہولت پیدا کرے بلکہ یہ کہا جائے تو بجا نہ ہو گا کہ موجودہ زمانہ میں پھیلی پکڑنا ایک قسم کا آرٹ بن گیا ہے اور شہم شہم کی پھیلی پکڑنا اور ان کی افزائش نسل شہم شہم کے لئے کوشش کرنا ہی آج کے سماج ضروری و دلچسپی کی چیز بنتی ہے۔

جانوروں کو پالتو بنانا خام تمدنی انسانوں کی معیشت کو ایک ایسے پال اور چرواہوں سے قائم ہونا چاہیے جو پالنا چاہے۔ بالکل ابتدائی زمانہ میں تو انسان کے لئے یہ امر بہت مشکل تھا۔ یہ وہ چاہے میں داخل ہونے کی بات تھی جو انسان کو پالتو بنانے میں بھی مدد صرف ہو گی۔ بعض مفکرین کا خیال ہے کہ انسان کا سب سے پہلا پھیل پھیل شکار سے ہے اور شکار کے لئے انسان کو اکثر اوقات جانوروں کا پیچھا کرنا پڑتا تھا۔ رفتہ رفتہ ان شکاریوں نے جانوروں پر اور خام ضروریات پر جانوروں پر جو پھیل کی شکل میں نکلا کرتے تھے مگر ان کی کسی شروعات نہ تھی۔ جانوروں کے ساتھ پھیل بڑھانے لگے۔ سب سے جانوروں کے پالتو بنانے کی ابتداء ہوئی۔

ماہرین اندازہ لگاتے ہیں کہ سب سے پہلے جانوروں کو پالتو بنانے اور سدھانے کا طریقہ پتہ ایشیا اور اتری ایشیا کے خانہ بدوشوں میں شروع ہوا جو غذا کی تلاش میں ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں گھومنا کرتے تھے یہ بھی اندازہ لگایا جاتا ہے کہ سب سے قدیم انسان "ترکاز" یا سہمی خور تھا جو قریب کے علاقوں سے گڈو، تنوں اور حرڑوں کو کھونکر لے آتا اور انہیں غذا کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ صرف ایک عرصہ تک ہی وہ اپنے اس علاقہ سے گڈو اور تنوں کو جمع کر سکتا تھا اور جب اس علاقہ سے مزید غذا کے حاصل کرنے کی کوئی امید نہ رہتی تو مجبوراً اس کو اپنے خاندان والوں کے ساتھ دوسرے علاقوں کی طرف نقل مقام کرنا پڑتا تھا۔ غرض کہ ابتدائی زمانہ میں انسان کبھی ایک مقام پر مستقل بسیرا نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح جانوروں کے منہ سے گڈے اور جھنڈ بھی جب ایک علاقہ میں چرتے چرتے دیکھتے کہ اب وہاں اور زیادہ غذا حاصل کرنا ناممکن ہے تو دوسرے علاقوں کی طرف غذا کی تلاش میں نکل پڑتے تھے۔ انسان اور جانور اس طرح ٹولیوں اور منڈیوں کی شکل میں غذا کی تلاش میں گھومنا کرتے تھے۔ یہی مشترک چیز انسانوں اور جانوروں کے درمیان آشنائی اور میل پیدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ آہستہ آہستہ انسان نے جانوروں کے ان منہوں پر نگرانی رکھنی شروع کی اور دھیرے دھیرے وہ انہیں سدھا کر پالتو بنانے میں مدد فرما رہا ہوا گیا۔ سب سے قدیم پالتو بڑے بڑے جانور مثلاً ہرن، گھوڑے، گدھے، بچڑ اور بکری تھے جو خود بھی منہوں کی شکل میں رہتے تھے۔

جانوروں کو پالتو بنانے میں انسان کے کئی مقصد کام کرتے

تھے بعض جانوروں کو وہ اس لئے پالتے تھے کہ وہ ان کی حفاظت
 کریں اور موقع پڑنے پر انہیں شکار کرنے میں مدد بھی دیں۔ اس میں
 سب سے زیادہ اہمیت کتے کو حاصل تھی جو انسان کی حفاظت اور نگہبانی کرتے
 تھے۔ اتری ایشیا اور اتری امریکہ میں کتوں کو شکار اور حفاظت کے
 لئے نہیں بلکہ بوجھ لادنے کے لئے سدا یا جاتا تھا۔ پھیل پھیلنے والوں
 پر بوجھ رکھ دیا جاتا اور یہ سدا ہونے پر بوجھ برف پر بوجھ کو کھینچتے
 ہوئے لے جاتے تھے۔ اس طرح خانہ بدوش، سناخوں کو اپنے سامان
 کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو لے جانے میں بڑی مدد ملتی تھی۔ ان
 قسم کے کتے پالنے والے قبیلے جواب بھی کتوں سے بوجھ اٹھاتے تھے۔
 لیتے ہیں سنا بئیریا میں سموی اور تنگوسی اور شمالی امریکہ میں اسکیموین۔
 بعض ملکوں میں جانوروں کو صرف دودھ حاصل کرنے کی خاطر پر
 جاتا ہے۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں زراعت پیشہ نہیں رہتے
 ہیں۔ یہ طریقہ زیادہ عام نظر آتا ہے۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان
 میں یہی طریقہ اب بھی رائج ہے۔ افریقہ میں صحارا رنگتان کے درمیان
 حصہ میں لوگ اسی وجہ کی بنا پر جانوروں کو پالتے ہیں۔ اس سے
 ان کی نسل کی بہ نسبت وہاں ان کی گنتی اور تعداد کو اہمیت ہے۔
 ہے۔ کیونکہ جتنی زیادہ جانور مل کی تعداد ہوتی ہے اتنی ہی بہ نسبت
 اور دولت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔ قدیم ہندوستان میں گائے
 کو جو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ
 کہ ایک انسان کی دولت کا اندازہ اس کی گائیوں کی تعداد سے لگایا
 جاتا تھا۔ اتری افریقہ دکنی چھٹی اور پچھلی ایشیا میں دودھ کا استعمال

۲
مہرنگ کاپڑوں تک محدود نہیں تھا بلکہ گھوڑے، اونٹ، مینڈوں
اور بکریوں کے دودھ سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس چین
میں دودھ کا استعمال بالکل نہیں کیا جاتا اور نہ وہ مائٹروں
سے گوشت کو بطور غذا کے استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں اس
قسم کا قبیلہ جو دودھ کی چیزیں زیادہ استعمال کرتا ہے۔ نیلگری
کا مشہور ٹوڈا قبیلہ ہے۔ ٹوڈا گوشت کا انحصار بھنیوں کے دودھ
پر ہے ان کے فاقے تبرک، دودھ گرجی ہوتے ہیں اور تبرک
بھنیوں سے ہے۔

[illegible]

کی قربانی دی جاتی تھی بلکہ بعض لوگ تو انہیں اسی مقصد کے تحت پا
 بھی سکتے۔ چاند کو خام تمدنی مذہب میں بہت بڑی اہمیت حاصل
 ہے۔ سنہری استعمال کرنے والے قبیلے ہر جگہ چاند کو تبرک مانتے ہیں۔
 چاند کو پانی امبارش دو نوں پر کنٹرول حاصل ہے ان تمام وجوہات
 کی بنا پر چاند تبرک سمجھا جاتا ہے اور جن مانوروں کے سنگ چاند
 نماہوتے ہیں ان مانوروں کو بھی تبرک مان کر اکثر قبیلے ان کو پالتے
 اور ان کی عزت کرتے ہیں۔

بہت سے جانوروں سے سواری کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ گھوڑے
 کو بیچ ایشیا میں سب سے پہلے پالتو بنایا گیا۔ ایشیا میں تو شاہراہوں
 کو گوشت اور دودھ کے لئے پال جاتا تھا یا کسی قربانی کے موقع کی خاطر
 پتھر باندھ دیا جاتا تھا لیکن تاتاریوں نے آہستہ آہستہ اس سے سواری
 کا کام بھی لینا شروع کیا۔ دوسرا دو سال پہلے، تریسپا پہلے میں گھوڑے
 سے سواری کا کام لینا جانے لگا۔ یہ رتھ چیلنے کے کام میں لیا جاتا تھا۔
 باتر ولف کے سگے ہیں بھی اس سے۔ وہ بھی جاتی تھی۔ اور گشت کو
 بھی شاید سب سے پہلے بیچ ایشیا میں پالتو بنایا گیا۔ تریسپا بہت
 پہلے اوسط کی تریسپا میں ملتی ہیں۔ یہ تھا پہلا پہلے کہ وہ غلے
 سے بوجھ اٹھانے کا کام لینا جاتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں بھی اونٹ
 سے سواری کا کام لینا جاتا ہے۔ خاص طور پر ریگستانی علاقوں میں
 والے لوگ اس سواری سے غلام و غلامی میں بھی لیتے ہیں۔
 دودھ اور گوشت کا استعمال بھی کرتے ہیں اور ان کے باہر کے چم
 بھی بنایا جاتا ہے۔ اونٹ کی لڑائیاں عرب اور ترکی میں ہوتی ہیں۔

پسندیدہ اپلو رٹ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح اتری پوریشیا میں بارہ سنگھ بھی بہت ابتدائی زمانہ سے بوجھلوانے کے کام پر لیا جاتا تھا اس کا گوشت بطور غذا کے استعمال میں آتا اور بالوں سے سیرا بھی تیار کیا جاتا تھا۔ آج تک بھی سائبریا کے لوگ جنگلی بارہ سنگھوں کا شکار کرتے ہیں اور جن لوگوں کے پاس بارہ سنگھوں کے سب سے زیادہ سرموں ان کو سب سے زیادہ امیر سمجھا جاتا ہے۔

جانوروں کے بالوں سے اونٹنوں کے طریقے کی ابتداء بہت بعد میں ہوئی۔ مصریوں نے یونانیوں سے اس چیز کو سیکھا۔ باہمی بکروں کے بالوں کو اونٹنوں کی صورت میں تو استعمال میں لایا جاتا تھا لیکن خام تمدنی لوگ ان کے استعمال کے لئے جانوروں کو بہت کم پالتے ہیں خام تمدنی انسان کے پیش نظر جانوروں کے پالتو بنانے کا سب سے بڑا مفید معاشی رجحان تھا۔ وہ غذا بطور نے سے جو بچھڑوں سے یا لٹو بچھا چاہتا تھا یا جانوروں کی مدد سے شکار کرنے میں سہا پیدا کر لینا چاہتا تھا۔ یا اپنی فائدہ بخشی کی حالت میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو جانے کے لئے ان سے حمل و نقل کی سہولتیں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یا ان کے دودھ سے چھڑوں اور بالوں کے استعمال سے صنعتوں کو ترقی دینا چاہتا تھا یا بچھڑوں کے مزہبی رجحانوں کے تحت کبھی "دھرتی ماتا" کو خوش کرنے کی خاطر تو کبھی "چند رما" (چاند) کا غنہ ٹھنڈا کرنے کے لئے مختلف جانوروں کی قربانی دینا ضروری سمجھتا تھا۔ یہی حالات تھے جن کے تحت انسان نے جانوروں کو پالتو بنانا شروع کیا جو اس کے لئے سب سے زیادہ کارآمد چیز ثابت ہوئی۔

Types of Primitive Agriculture

45 in India

زراعت

خیال کیا جاتا ہے کہ پہلی بیج سے لگ بھگ ۱۲۰۰ سال پہلے انسان نے کھیتی باڑی کر کے اپنے غذائی اجناس پیدا کرنا سیکھا تھا۔ اس سے اس کو دو قسم کے فائدے ہوتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ ایک ہی جگہ مستقل طور پر سکونت اختیار کر سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس طرح کی پیدا کی ہوئی غذا سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پال سکتا تھا۔ شروع میں کھیتی کے طریقے بالکل ہی معمولی قسم کے تھے۔ موسموں کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اس وجہ سے انسان قدرت پر اس لگائے محنت کرتا اور جو کچھ بھی پیدا ہوتا اسی پر بسر کرتا تھا۔ کھیتی کے اوزار بھی بہت معمولی قسم کے تھے۔ لہذا ریکڑی سے زمین میں گڑھے کر کے بیج بونایا پھر (hoe) کی طرح کسی اوہل سے دھرتی کو کھودتا اور صاف کرتا تھا۔ کسی آدمی جیسا اب بھی پرانے طرز پر کاشت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے آبادکن میں وزنگل کے پہاڑی ریڈی اب بھی تو کہہ لکڑیوں (planting) کی مدد سے زمین میں گڑھے کرتے اور ایک دو بارش ہونے کے بعد ان میں مختلف قسم کے بیج بون دیتے ہیں۔ کوہلم اور گونڈ (hoe) (کچھ فرق کے ساتھ) کی قسم کا ایک اہلکار سے زمین کو کھودتے ہیں اور پھر بیج بونتے ہیں۔ کھیتی کا ایک اور طریقہ بھی رائج ہے جس کو (Planting Cultivation) کہتے ہیں۔ اس طریقہ میں جنگل کو صاف کر کے ڈالبروں کو سوکھنے کے لئے پھیلا دیا جاتا ہے۔ لکڑیوں کے سوکھ جانے کے بعد ان میں آگ لگائی جاتی ہے۔ ایک دو بارش ہونے پر اس جلی ہوئی راکھ میں بیج بونے جاتے ہیں۔ مدھیہ پریش میں اس طریقہ کو "Beema" جو کہ آسام میں "Jhum" کہتے ہیں۔

اور دکن میں پورٹو "podu" کہتے ہیں۔ اس طرح کاشت
 کرنے والے مدھیہ پردیش کے گوئڈا اور کمار، آسام کے سکارو وایسور
 کے ہٹاکر ہٹا *Betta kurumba* اور دکن کے کوپا ہیں۔
 بھارت میں آدم جاتیوں یا خام تمدنی قبیلوں کی زیادہ
 تر تعداد بھتنی کر کے زندگی بسر کرتی ہے۔ گوئڈا، ماریا، جووانگ
 حصے خام تمدنی قبیلے بہت اچھے کاشتکار ہیں۔ یہ دوسری آبادی
 سنہ ساتھ مل کر یا انگ انگ دونوں طریقوں سے کاشت کرتے
 ہیں چونکہ ان کی کشتی کاشتکاروں میں کی جاتی ہے اسی وجہ سے ان
 میں کاشتکاروں کی وہ ساری برائیوں آ جاتی ہیں جن کے لئے
 بھارت ایک حصہ سے رہتا ہے۔ آنتہا کے مقروض، بستیوں غلیظ
 واڑوں کی شکل اختیار کی ہوئی، منکان مختلف بیماریوں کے روگ
 جھریاں پڑھ اور جاہل اتنے کہ سب جو کار کے پتے میں پھنسے ہوئے
 اور پھر مرنے پر سہاگہ مقدمہ بازی کے خواہش مند اتنی روز پھر بھارت
 میں زمینداری طریق سے ہزار اور کشتی بھارت میں رعیت داری
 طریق سے لاوارے یا روہدگار کسی بھی آدمی کے پیچھے
 کسی تنگ محتاج چون بتاتے ہیں۔ جب کھانے پینے کو لاچار ہو جاتا
 ہیں تو شہروں کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہاں سب مزدوری کی کھونچ میں
 سرنگوں، کسی سڑک، شکر لیتے ہیں اور پھر نیچے مزدوری کرتے یا
 کوئی اور چھوٹا کام انجام دے لیتے ہیں۔ چھوٹے آبادی دکن کے کوپا قبیلہ
 کی طرح اب چند اور قبیلے بھی کاروائیوں کی طرف توجہ دہا رہے ہیں۔
 ان کے علاوہ چند آدمی باسیلوں نے خاص خاص کاموں کو

اپنا پیشہ بنایا ہے۔ مرزا پور کے اگاریا لوہے کو پگھلنے کا کام کرتے
ہیں، یاڑ دی چرواہوں اور پرندوں کو پکڑ پکڑ کر بیچتے ہیں۔ حیدر آباد کے
کے دو درخت بھڑکتے اور رینگتے بیٹیاں بجاتے اور بانس کا کام کرتے
ہیں چند اور اون کی طرح جا دو گرہیں۔ چند گھر پاگریوں کی طرح

موسم کے کنڈول (weather condole)

چند گونڈول کی طرح دو این بھی بیچتے ہیں۔ چند دیوہوں کے مانند
گونڈا نکالتے والے ہیں، چند بند گنا، بیڈرا اور بھیاول کی طرح پیشہ

گانے والے ہیں، چند سونزار یا ڈول (sona dola)
کی طرح چشموں کے دھانوں پر سے سوٹ کے ٹکڑے چند کا کام کرتے

ہیں اور چند جنو کر بناؤں (jenu kara)

شہید کٹھا کرتے ہیں اور چند بالکل فقیرانہ زندگی گزارتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ صرف ان پیشوں پر ان کی گزارا نہیں ہے اس لئے اس کے

غلامہ انہیں اور کبھی کام کرتے رہتے ہیں۔ چند قبیلوں کے بارہ پیشوں

کیا جاتا ہے کہ یہ پوری کر کے یا نوٹ مار پر زندہ کیا کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ انسان نے اپنی زندگی کو قائم رکھنے کی خاطر

دھوپکی، جلی بھنی سب چیزوں کو پسند کیا ایسے جانور اور درخت ہوتے

تک اس نے کھا ہیں جنہیں خود جانور بھی نہیں کھاتے۔ کبھی نہ بڑھتی

میں چوٹیوں، آسٹریلیا میں کبیل کیڑوں، دکن امریکہ میں سانپ

۔ یہ امریکہ اور وسط افریقہ میں چیکلی، گھونگے، مینڈک اور

بھنگے وغیرہ سب غذا میں داخل ہیں۔ جو وانگ تو جو ہے، بندہ

شیر، کچھ، سانپ، مینڈک، یہاں تک کہ نہیں کھانے کے لائق

پھینک دیئے جانے والے مانس کو بھی کھا لیتے ہیں۔ انسان نے
 سمندر اور دریاؤں سے چھلی نکال کر کھا ہی، سناروں سے کیکر
 جھینگے اور مینڈک پکڑے، پرندوں اور ان کے اندھون کو آسمان
 کیا اور ایسے چوپائے بھی اپنی غذا میں داخل کر لئے جن کے نام
 ہی سے گواہیت مخصوص ہوتی ہے۔ بن بالوں والا کتا قہیم میکیو اور
 پرند میں خاص طور پر پسند کیا جاتا تھا۔ نہ صرف یہ کہ خام تھوئی قبیلے
 ہی سچی غذا کو پسند کرتے ہیں بلکہ آج کا مہذب انسان بھی آدھ بکی
 غذاؤں کو اور (درختا سرسہ) جیسے گھوٹکوں کو کھا کھا
 جانا ہی پسند کرتا ہے۔

باب (۶)

Social

Structure

سماجی تنظیم

(Social Organisation)

مارگن جیسے انسانیاتی ماہروں کا خیال ہے کہ بالکل ابتدائی
 زمانہ میں جب کہ انسان خام تمدنی زندگی بسر کرتا تھا، کوئی منظم سماجی
 حیثیت اس نے خاندان کو نہیں دی تھی۔ جس طرح براؤنر مندوں
 اور گلوں کی شکل میں رہتے، انسانوں کی ٹولیاں بھی غذا کے لئے کشاکش
 کرتی ہوئی ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کو طرفہ رفتی مقام
 کرتی رہتی تھیں۔ خاندان جیسا ادارہ ابھی بننے نہیں پایا تھا۔
 مرد اور عورتیں سب مل جل کر رہتے۔ کلہاڑی، کھجور، کھجور کا
 اپنی کم عمری کے زمانہ تک۔ ماں کے ساتھ رہتا اور کھجور کا آسے
 پر ماں سے علاحدہ ہو جاتا تھا۔ مگر جو لوگ اس کے مخالف ہیں،
 ان کے خیال میں کسی وقت بھی ایسی صورت سرگز نہیں پیدا ہوئی
 کہ خاندان کی شکل ظاہری نہ ہو تا ہو کیونکہ ماں اور بچہ کے تعلق اور
 اگر ماں نہ ہو تو بچہ اور اس کی نگہداشت و پرورش کرنے والے کے تعلق

بچہ کی ابتدائی زندگی میں ایسے مشیقم قسم کے ہوتے ہیں کہ انہیں
 کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بہت کم ممکن ہے کہ خاندان
 کی باضابطہ شکل بالکل ابتدائی زمانہ میں نہ ملتی ہو اور بچہ ایک مرد، عورت
 اور بچے سب مل جل کر ایک خاص ایکائی بنا کر رہتے ہوں، مگر پھر
 بھئی بچہ اور اس کی دیکھ بھال و پرورش کرنے والے کے تعلقات
 ایسے ہیں جو اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ کافی ہیں کہ خاندان ہی
 کرن ظاہر ہو چکی تھی۔ ان کا یہ تعلق چاہے دائمی نہ ہو پھر بھی جائز
 کی طرح اپنی ابتدائی زندگی کے مدارج ختم کرنے کے بعد اجنبی قسم کا
 تہہ مرکز نہیں رہتا۔ کچھ ہو چکا ہے کہ بعد کے غذا کے جمع کرنے میں
 اپنے گروہ والوں کا ہاتھ بٹاتے اور آہستہ آہستہ اپنے پیر پر کھڑے
 رہنے کے قابل بن جاتے تھے۔

دوسرا سب کے نزدیک کھلا ہو گیا جیسا دور انسانیت میں
 کبھی نہیں آیا ہو سکا کیونکہ ایک شادی کا طریقہ زندگی ہر نسل میں ضرور
 مشترک ہے۔ خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جس میں شوہر
 بیوی اور ان کے بچے (اور ان کے بچے نہ ہوں تو ان کے گروہ کے
 بچے) شامل ہوتے ہیں۔ خاندان کی دو نوعیتیں بہت واضح
 ہیں۔ ایک جس کو *Extended family* (توسیع خاندان) کہتے ہیں
 دوسری قسم خاندان کا نام دیا جاتا ہے اس کی تائید میں ڈاکٹر
 ارنسٹ نیلسن وکسلی بھارت کے کادل قبیلہ کی مثال دیتے ہیں جہاں
 چھوٹے چھوٹے خاندانی گروہ ہوتے ہیں۔ ان میں ہر فرد خاندان
 مساوی درجہ حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں عورتوں پر مردوں کی حکومت

یہ پیدائشی جنسی، دولت و فرقہ کی بنا پر کسی قسم کا بھید بھاؤ یا تفریق نظر نہیں آتی۔ ان میں ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کسی قسم کا باپ شاہی یا ماں شاہی طریق وجود میں آ ہی نہیں آ سکتا۔ شادی بیاہ کے معاملہ میں عورتوں کو مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ غذا جمع کرنے اور دوسرے کاموں میں یہ مردوں کا ہاتھ بٹائی ہیں۔ غرض سماجی تنظیم کے چلنے میں مرد اور عورتوں کا برابر کا حصہ ہوتا ہے۔ اسی قسم کے خاندان کو دو طرفہ خاندان کہتے ہیں۔

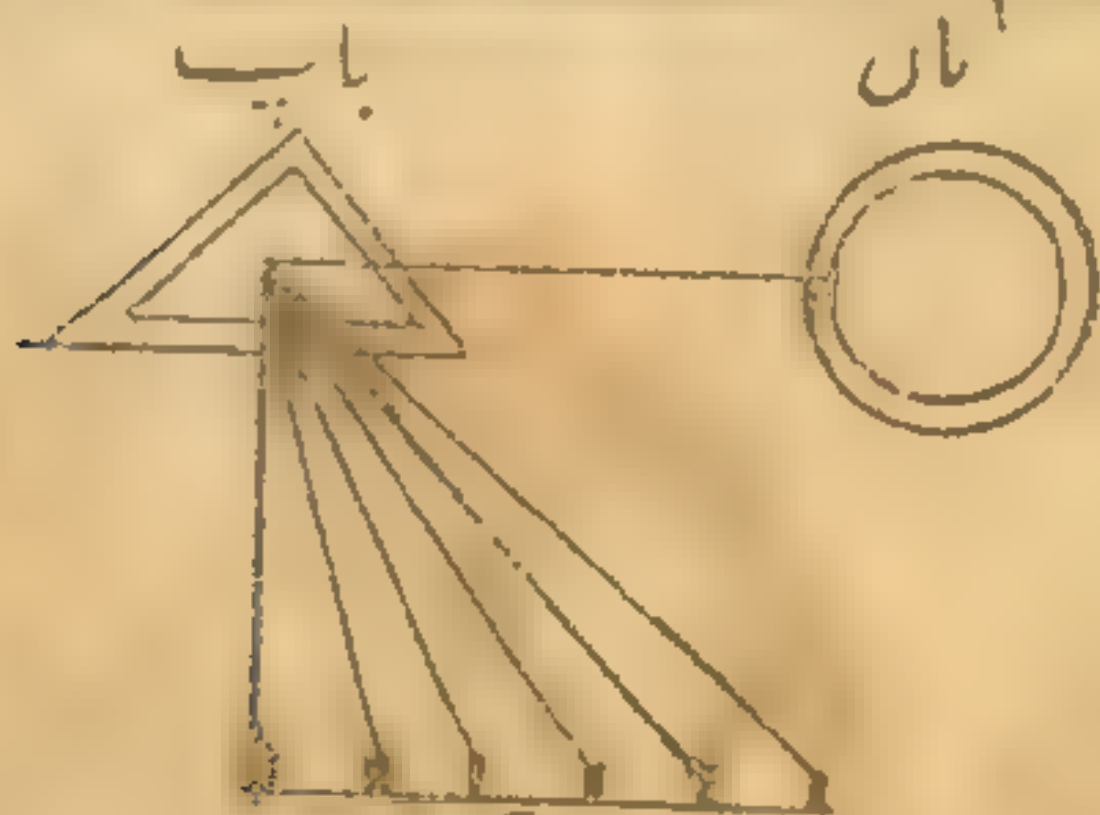
خاندان کی ایک نوعیت وہ بھی جس کو *unilateral* of family کہتے ہیں۔ یعنی یکطرفہ خاندانی طریق اس قسم کے خاندانوں میں ماں یا باپ میں کسی ایک کو نہ یا دہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یکطرفہ نوعیت خاندان کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں یعنی *matrilineal* باپ شاہی اور *patrilineal* ماں شاہی۔

اس میں باپ کو اہمیت حاصل ہوتی ہے یعنی مرد۔

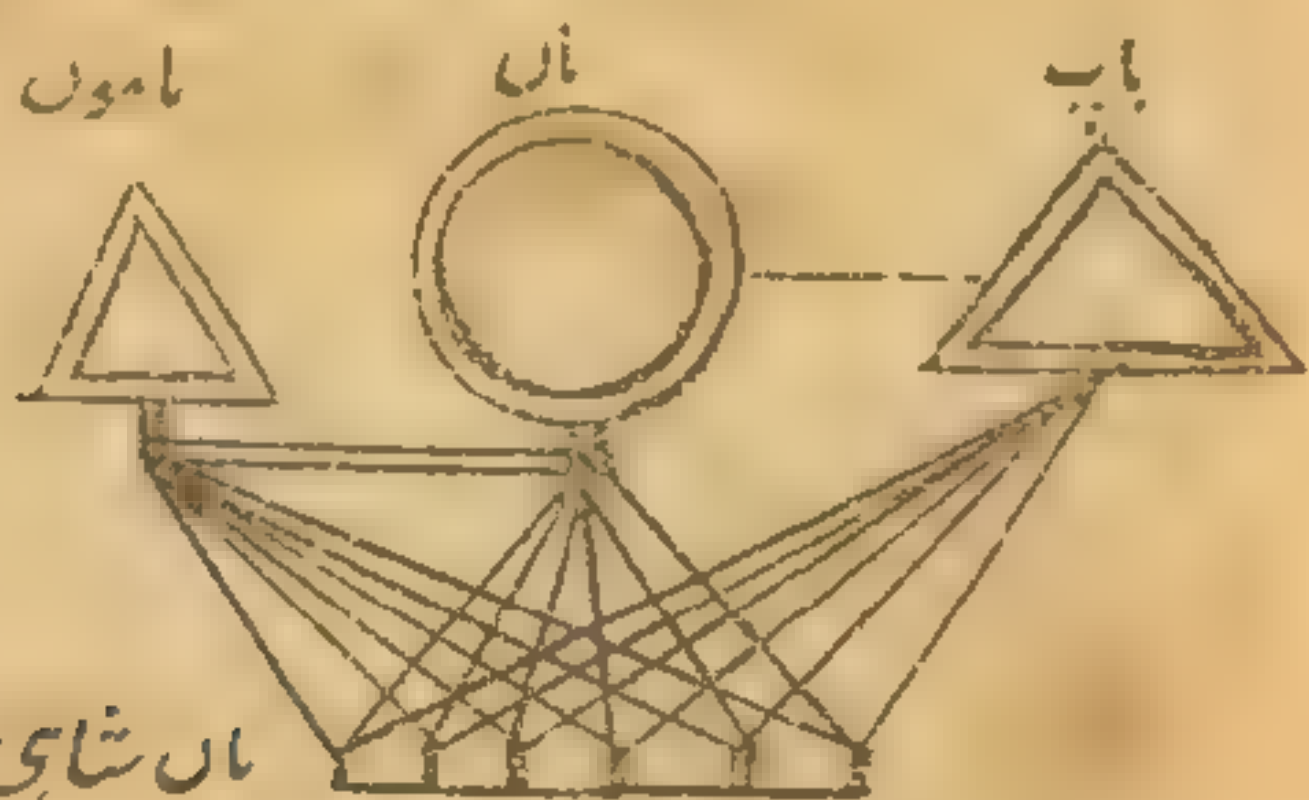
باپ شاہی خاندانی طریق حکمران ہوتا ہے۔ خاندان کا بزرگ یا لائق و سمجھدار شخص خاندانی تنظیم پر حاوی ہوتا ہے۔

باپ کو اور اس کے بھائیوں و بہنوں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ماں کو اجنبی تصور کیا جاتا ہے۔ عورت مرد کی مطیع و فرمانبردار بن کر رہتی ہے۔ مرد کے معاملات میں دخل دینے کا اس کو اختیار نہیں ہوتا۔ یہ ضرور ہے کہ عام تمدنی سماجوں میں مرد اور عورتیں مل جل کر کام کرتے نظر آتے ہیں مگر تنظیمی معاملات میں پورا اختیار مرد ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ گوترا اور خاندانی نام جو بچوں کے نام کے ساتھ لگائے جاتے ہیں وہ باپ کے نام پر ہی رکھے جاتے ہیں۔ ورثاتی حقوق مرد اولاد کو حاصل ہوتے ہیں۔

حقیقی اختیاراتے ماں شاہی منظم میں ماں کو حاصل ہونیکے باوجود ان کی
تقسیم کچھ اس طرح عمل میں آتی ہے کہ ماموں اور باپ کے درمیان یہ اختی
ار بٹ جاتے ہیں اور سماجی تنظیم کے چلانے میں تینوں برابر کا حصہ لیتے ہیں



باپ شاہی نادر آن جس میں پورا اقتدار ہے
ایک نر خاندان، باپ کو ماضی ہے۔



ماں شاہی خاندان کی کیفیت، اثر

و اثر کی تقسیم تین اہم افراد خاندان میں، ماں - ماموں، اور باپ۔

بعض مرتبہ جیسا کہ ملاپار کے ناموں میں رائج ہے شوہر کی حیثیت بالکل ایک بیٹا
کی ہوتی ہے کیونکہ بیوی اپنی ماں کے پاس رہتی ہے اور شوہر کبھی کبھی

سسرال آکر بحیثیت جہان کے ٹہرتا ہے۔ بچے سب ماں کے پاس رہتے ہیں

اور ان کی پرورش کی ساری ذمہ داری ماموں کے سر ہو جاتی ہے۔ چند

قبیلوں میں شادی شدہ شخص کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ شادی ہو

کے ساتھ اپنے والدین کے گھر کو چھوڑ دے اور با رشتی یا مستقل طور

پر اپنے سسر کے ہاں جا کر بس جائے۔ اس قسم کے طریقہ کو *matrilocal*

کہتے ہیں جس کی مثالیں گارو قبیلہ میں ملتی ہیں۔ اس کے برخلاف

اگر شوہر اپنے باپ کے گھر ہی رہے یا دوسرے نفلوں میں اگر شو

ہارشی یا مستقل طور پر شوہر کے گھر والوں کے ساتھ رہے تو اس کو

patrilocal کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی قبیلہ یا خاندان میں

نسل ماں کی طرف سے چلتی ہو تو اس کو *matrilineal* یا ذیلی

اور باپ کی طرف چلتی ہو تو *patrilineal* یا باپ ذیلی

کہتے ہیں۔ ماں شاہی خاندانوں میں کہیں کہیں یہ طریقہ بھی دکھائی

دیتا ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد لڑکی اپنے بھائی کے گھر آ جاتی ہے

اور سب سے بڑا بھائی اپنی بہن اور اس کے بچوں کی پرورش کے

انتظامات کرتا ہے۔ ماں شاہی طریقہ کی چند مثالیں بھارت میں

کادر، پولیا، مادیکا، ویلا لا، خاصی اور گارو میں دوسری لیں

ٹراہینڈ جزائر کے قبیلے، متحدہ امریکی ریاستوں کے کئی کچھ بھاگ

کے پیو لوانڈین اور اتری نیو یارک کے اراکووا ہیں۔

جوڑے کا انتخاب سماجی تنظیم میں شریک زندگی کے چنے کے مختلف طریقے ہیں۔ بعض جماعتیں یا قبیلے اپنے ورگ یا گروہ کو چھوڑ کر کسی اور ورگ یا گروہ کی شخص کو شادی

Avalon
New York

۷۰

بہارِ شریعت میں آیا ہے کہ اپنے خاص کردہ کو چھوڑ کر کسی اور میں لے گیا
گروہ کے کسی شخص کو شادی کی اجازت نہ دیتے اس کے لئے ضروری
ہے کہ پہلے گروہ کے سوائے کسی دوسرے گروہ میں شادی کرے جس کی
قبیلہ یا جناح اس کی اجازت دیتا ہے پہلے طریقہ کو mode

gamy - جات دیوا اور دوسرے کو gamy

بہر حال اندازہ کہتے ہیں شادی بیکاری بھاڑیوں پر بسنے والی لڑکی
 قید میں رہتا تھا اور تھوڑی خانہ والوں پر مشغول رہتے۔ تار تھا، گروہ
 یہ تھوڑی رہتے تھے۔ لوگ اپنے کو تھوڑیوں سے بہتر کہتے ہیں
 رہتے۔ تھوڑیوں میں شادی کرنا، ان کے لئے سچ ہے تار تھا
 تار تھا رہتے ہیں اذیتوں میں شادی کر سکتے ہیں۔ اس کو
 زرت یاہ ^{ENDOG} جانتے ہیں۔ اگر تار تھا رہتے کو اپنے گروہ میں شادی
 کرنے کے بجائے صرف تھوڑیوں میں شادی کرنے کی اجازت ہوتی تو
^{exogam} یا بہر حال دواہ کہتے۔ جاتی دواہ
 ہیں۔ اپنے گروہ والے اپنے خون کے پیچھے اوکو پسند نہیں کرتے اور
 بہر حال دواہ کے موافق اپنے گروہ والوں کو اپنے بھائی بند
 بہتے ہیں۔ ایک ہی خون کے ہونے کی وجہ ہمیشہ اپنے سوا
 دوسرے گروہ میں شادی کرتے ہیں۔

شہنشاہ کی خرمی سے بعض وقت قتلے دو یا کئی ہر
 پھر جانی گروہ بناتے ہیں۔ اگر قبیلہ صرف دو پرے پھر جاتی گروہ
 بناتا تو ایسے گروہوں کو moena نوینر کہتے ہیں اور
 دو سے زیادہ گروہ بندوں moena فریر نہ۔ مثلاً

اودوں کے تار تھارا اور نیوالی اور ریش کو لمبیا کے اچھل اور
 بیون موئینر میں۔ اسی طرح وسط آئسٹریلیا کے ارنڈ بھی
 دو بڑے ٹری بناتے ہیں جن میں دوبارہ فرسٹریز میں تقسیم کیا گیا ہے۔
 ذیل کی شکل سے اس کا بھنا زیا وہ آسان ہو گا۔

موئینی الف موئینی ب

نینگا ← پرولا

بلترا ← کمارا

غرض نینگا شخص کے لئے ضروری ہے کہ پرولا لڑکی سے شادی
 کرے، ان کی اولاد بلترا کہلاتا ہے اور پرولا لڑکے کیلئے ضروری
 ہے کہ نینگا لڑکی سے شادی کرے، ان کی اولاد کمارا کہلاتی ہے۔
 بلترا شخص کمارا لڑکی سے شادی کر کے نینگا اولاد پیدا کرتا ہے۔ اگر
 کمارا شخص بلترا لڑکی سے شادی کرے تو اس کی اولاد پرولا کہلاتی
 ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے مگر ختم نہیں ہوتا
 سرسکشن دوبارہ اور دو گروہ بناتا ہے۔ ایک شخص کو
 ایک خاص گروہ کی لڑکی سے شادی کی اجازت ہے جس
 وہ ایک خاص گروہ کے نام رکھنے والی اولاد کو پیدا کرتا ہے
 یہ اولاد پھر ایک خاص گروہ ہی میں شادی کر سکتا ہے۔
 اسی کا نقشہ نیچے درج ہے۔ نمودی تیریں شاخوں کا ظاہر
 کرتی ہیں اور اخقی اولاد کو۔

محشی وب

محشی ب



یا ارشد افیروز آفریننده و پروردگار

اس طرح از مٹا قبیلہ آٹھ فرشتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی وضاحت پیرا ۱۰ میں
 ملے ہیں جس کے بیان کے لیے ہم سے مسابقت کی ضرورت ہے کہ جاسکتا ہے۔

$$\frac{\text{الف ۱}}{\text{ب ۱}} = \frac{\text{الف ۱}}{\text{ب ۱}}$$

$$\frac{\text{الف ۱}}{\text{ب ۱}} = \frac{\text{الف ۱}}{\text{ب ۱}}$$

$$\frac{\text{الف ۲}}{\text{ب ۲}} = \frac{\text{الف ۲}}{\text{ب ۲}}$$

$$\frac{\text{الف ۲}}{\text{ب ۲}} = \frac{\text{الف ۲}}{\text{ب ۲}}$$

$$\frac{\text{الف ۳}}{\text{ب ۳}} = \frac{\text{الف ۳}}{\text{ب ۳}}$$

$$\frac{\text{الف ۳}}{\text{ب ۳}} = \frac{\text{الف ۳}}{\text{ب ۳}}$$

$$\frac{\text{الف ۴}}{\text{ب ۴}} = \frac{\text{الف ۴}}{\text{ب ۴}}$$

$$\frac{\text{الف ۴}}{\text{ب ۴}} = \frac{\text{الف ۴}}{\text{ب ۴}}$$

ہر سادہ است میں نامس کہتے ہیں کہ برقرار رکھتے۔ اور یہاں دو اس کے
 اور یہ اس طرح الف ۱ آدنی کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کے
 شادی کرے دوسری کسی لڑکی سے اس کو عشا کی کی اجازت نہیں ہے۔

بچہ جو تھوگر وہ کی الف فریڈی سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو اجازت
 ہے کہ صرف باگروہ کی چوتھی فریڈی میں مشاہدہ کرے۔

بعض قبیہ مختلف فریڈیاں بناتے ہیں۔ ہر فریڈی
 کو نام کسی خاص جانور یا پودے کے نام پر رکھا

جاتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو اتنا ہی تحقیق یا کشتہ ہے۔ خاص جانور
 یا پودے سے ہے۔ عام طور پر کہنے کی پیریشی اس قدر ہوتی ہے کہ یا
 روزی قصبہ۔ مثلاً ڈاکٹر میجرم دار سے تمہارا اور کہہ دیتی ہے قصور یا
 ذکر کیا ہے جن سے کسی جانور یا پودے کے نام پر کہے جو سے نوکریاں اور
 کا پتہ چلتا ہے۔

ایک تمہارا یا خورت پانی لانے کے لئے ندی پر گئی چوٹی تھوٹی ٹھہر
 پر بچہ کی نگرانی کے لئے کوئی نہیں تھا۔ اسے وہ ایک چھوٹی سی تھوٹی۔ تھانے
 کے بعد جب وہ پانی لیکر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک ناک بچہ کے سر پر اپنا
 پھن پھیر لے اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ پھر وہ خورت و خلی ہوئی
 "ناک چلا گیا" اس لڑکے کی اور آج تک ناگ گشتی *day-gushti*
 کہنے کے نام سے موسوم ہے۔ اس کہنے کے افراد سامانہ کو بھی تکلیف نہیں ہے کہ
 اس کی پوجا کرتے ہیں۔ یہی طرح تمہارا یا کہنے کی کہانی یہ ہے کہ تمہارا
 کے بعض افراد خاندان شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جرن کا شکار
 کیا اور اس کا گوشت تمام شکاریوں میں بانٹ دیا گیا۔ ان میں سے ایک
 شخص نے کنول کے تیل پر گوشت رکھ دیا۔ اس کے بعد اس کا خاندان
 کنول خاندان کہلائے گا۔

سینکڑوں نوکریاں مختلف قبیلوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے منہ پر

[illegible]

نیکریتو و مد حصہ ذریعہ کے پکیوں میں شادی کی یہی قسم رائج ہے۔
 کئی بھارتی طریقے ہیں دو سو ریتیں ممکن ہیں۔ ایک مرد کو بیوی یا
 رکھ سکتا ہے یا ایک عورت کے کئی شوہر ہو سکتے ہیں، اس وقت
 جب کہ ایک مرد کی کئی بیویا ہوں، اس طریق کو polygamy
 کہتے ہیں، وہ شریعت نے اس کے مختلف وجوہات بیان کئے ہیں
 کیوں ایک آدمی کو زیادہ بیویوں کی خواہش ہوتی ہے۔
 (۱) دولت و ثروت کے برکت کے وجہ سے جب آدمی میں زیادہ بیویوں
 اور اولاد کے پائے کی خواہش پیدا ہو تو وہ ایک سے زیادہ بیویاں
 رکھتا ہے۔

(۲) ہر مذہب میں چند روایا ہیں کہ بیوی کی مجلس سے ہو تو مرد کو
 بیوی کے نزدیکی حاصل کی اجازت نہیں۔ اس کے علاوہ بعض قبیلوں
 میں جب تک بچہ نہ ہو جو پٹیا نہیں چھوڑتا مردوں کو شوق سے شہسوار
 رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

(۳) زیادہ سے زیادہ بچوں کی خواہش جس سے خاندان بڑا
 اور قبیلہ بڑا سمجھا جاتا ہے وہ مقام حاصل کر سکے۔
 (۴) مادی آرام و آسائش میں اضافہ کرنے یا بیویوں کی
 محنت سے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کی خواہش صرف
 ایک ہی بیوی ہو تو اس کے بھار پڑنے پر کون بکا بیگا، یہ سوال زیادہ
 بیویوں سے خواہش مند و لذت پسند کے لوگ کرتے ہیں۔ بعض قبیلوں میں
 مرد شہسوار رہتے ہیں اور ان کی بیویاں کھیتی باڑی کے کام کرتی،
 چکانی پستی اور کھانا پکاتی ہیں اور کھا کر لائیکے بند پئے شوہر کی کھلاتی

پہلی اور آرام سے رکھتی ہیں۔ شری درگاہ کا بھائی تہ جی کا کہنا ہے کہ پچھلے
کے اوزا قلیہ میں مردہ کی کئی شاواہیات کرتے ہیں اور شہد کے کھدے کی طرح گھڑ
سستی اور بیکاری میں گزارتے ہیں۔ تمام بیویاں کام کرتی رہتی ہیں۔ بڑی
بیوی گھر کے سارے کاموں کا انجام دیتی اور چھوٹی بیویوں کے گھر اور
باہر کے کام لیتی ہے۔ گھر کے باہر بڑی بیوی کے سوا سب تمام بیویاں کام
انجام دیتی ہیں۔ ہر بیوی اپنی کمائی سے ایک آدھ پچاس روپے ستر سو روپے
سے اور شوہر بیکاری میں دن گزارتا ہے۔

بہر حال باب شاہی طریقہ کی ایک اہم خصوصیت، بعض معاشروں
میں مردوں کا ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا حق ہے۔ معاشی و سماجی
اختلاف سے چاہے زیادہ بیویوں کا حق رہا ہو اب لیکن اس کو شکم ہوتا
جا رہا ہے۔ تمدن کی ترقی سے ساتھ ساتھ عورتوں کو مساوی درجہ
دینے کا تصور بڑھتا گیا۔ اور یہ بات بھی غلط معلوم ہوتی ہے کہ زیادہ
بیویاں رکھنے سے دولت کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنی
زیادہ شادیاں ہوں گی اور جتنی زیادہ اولاد کی تعداد بڑھے گی،
اس میں شبہ نہیں کہ دولت میں اضافہ ہو گا مگر کھانے والوں یا دولت
کو خرچ میں لانے والوں کی تعداد بھی بڑھے گی۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آخر میں
دنیا میں صرف ایک بیواہی طریقہ ہی باقی رہے گا۔ سپر کے خیال میں یہی
شکل آخری صورت ہو گی اور اس کو ترقی دینا اور پھیلانا ضروری ہے۔
ڈاکٹر نے یوں سمجھتے ہیں کہ پوری ملکوں کی طرح خالو فی طور پر ایک بیواہی طریقہ
دینا پر تھیل جائے گا اور ڈاکٹر جرن فلیس آریائی نسل جیسی نسلوں کے
باقی رکھنے کے لئے کئی بیواہی طریقہ کو ضروری سمجھتے ہیں۔

ایک عورت کے جب کئی شوہروں تو اس کو

کئی شوہریت | Poly andry کئی شوہریت کہتے ہیں۔ ایسی

مثالیں دنیا میں کم ہیں۔ کثرت کے لحاظ سے اس کو

تبت میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ خیال کریں کہ وہاں ایک عورت ایک

شوہر سے ایک عورت کا طریقہ تو جو رہتا ہے۔ جب کوئی عورت کسی مرد

کا شوہر بن کر رہتی ہے تو وہ خود بخود اس کے دوسرے شوہر سے اس وقت

کے اثر و اجور میں پہلے پہل سے اس کے تمام شوہروں کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ یہ تمام شوہروں

کا نام تو یہ ہے۔ یہ سب کے ساتھ رہتی ہے۔ یہی اس کے شوہر کے ساتھ ہے۔

میں کمان دینے کی رسم انجام دیتا ہے۔ یہی شوہر اس کے شوہر کے ساتھ رہتا

ہے۔ اگر یہ بھی اس کے ساتھ رہتا ہے تو وہ وقت سے شوہر کے ساتھ رہتا

ہے۔ اس کے پاس رہتی ہے۔ تو اس میں کئی شوہریت کے طریقہ کی جڑی

وجہ بال ہوتا ہے۔ یہی جاتی ہے۔ قانونی طور پر اس طریقہ کے بند ہو جانے کے

باوجود کئی شوہریت کا طریقہ یہاں نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے

زیادہ بیویاں۔ سب کے ساتھ رہتی ہیں۔ جو ہر شوہر کے ساتھ رہتی ہیں۔

یہی شوہر ہیں ایک شوہر کے ساتھ رہتا ہے۔ اب اس کے ساتھ زیادہ بیویاں

بھی نظر آتی ہیں۔ یہ تمام بیویاں تمام شوہروں کے ساتھ رہتی ہیں۔

کے نام میں کے بارے میں یہ خیال ہے۔ اس میں ایک شوہر سے ایک عورت (Monogamy)

کا طریقہ رائج ہے۔ جن میں عورت کے شوہر کے ساتھ رہتی ہیں یا ایک شوہر سے متعلقہ

لوگ نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر ایمن اڈریشی یا خیگر جی اس کا بتا کر نہیں مانتے،

جو سر لوڈ سیرکس خواجیوں میں بھی کئی شوہریت کا طریقہ رائج ہے جس میں ایک

عورت کے کئی شوہر ہوتے ہیں اور۔ یہی پیدا ہونے کی صورت میں سب سے

بڑا

لڑکھائے بڑے بھائی کا، منجھلے، منجھلے بھائی کا اور اس طرح سلسلہ وار تمام بچے سلسلہ وار تمام بھائیوں کے بچے سمجھے جاتے ہیں۔

گروہی شادی
grouph marriage

شادی کی وہ قسم جس میں ایک فاص
سماجی گروہ کے تمام لوگ دوسرے سماجی
گروہ کی تمام عورتوں کے شوہر سمجھے جاتے ہیں۔
ایسی کوئی مثال ابد دنیا میں نظر نہیں آتی۔
شادی بیاہ کے طریقے۔ شادی بیاہ کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) *Marriage by capture*۔ شادی کا وہ طریقہ
جس میں لڑکی یا اس کے والدین کی بغیر رضا مندی، زبردستی شادی کر دی جاتی
ہو۔ یا ہنگام قبیلہ میں ایک پارٹی دوسری پارٹی کے لوگوں کو لڑائی میں قتل کر کے
ان کی عورتوں کو لے آتے اور شادی کر لیتے ہیں۔ دکن کے کو یا قبیلہ میں یہ طریقہ
رایج تھا کہ اگر کسی لڑکی کے والدین شادی کرنے پر رضا مند نہ ہوتے، تو
لڑکے والے اس موقع کی تلاش میں رہتے کہ کسی طرح لڑکی کو حبیبت میں کام
کرتے وقت اٹھالے بھاگیں۔ ہونے والے شوہر کے لئے ضروری ہوتا کہ وہ پہلے
بڑے اور لڑکی کو گود میں اٹھالے۔ لڑکی اور لڑکے والوں کی پارٹیوں کے
درمیان باغیہ جھگڑا ہوتا اور آخر میں لڑکی والے کچھ رقم لیکر پیام بھیر
دیتے ہیں وہ اور تاریخ مقرر کر کے شادی کر دیکھتی۔ اب یہ طریقہ صرف
رسمی طور پر باقی رہ گیا ہے۔ شری کیا جی ہوا جاتی کی ایک مثال دیتے ہیں
جسکو 'انادیہ' یا سنٹ وداہ کہتے ہیں، اس میں لڑکی اپنے برہمن کے گھر میں برہمن
پلی جاتی ہے۔ شروع میں اس کی بہت بے عزتی کی جاتی ہے مگر جب وہ اپنے

دو پوتا شو۔ جسکو وہ یہ کہہ کر قہقہہ کرتی ہے، کہ سب قسم کے ستوروں کی قربانی دیدی ہے
تو اس سے گھر میں رکھ لیا جاتا ہے۔

(۲) *Marriage by Service* -

یہ رسم یا قانون دے کر رکھی کو خرید لینے کا طریقہ بھی بعض قبیلوں میں رائج ہے۔
ویدک زمانہ میں ایسی شادیوں کی مثالیں ملتی ہیں جب کہ دو گنا بیوی کا معاوضہ
لڑکی کو کسی برہمن کو سوئیپ دیا جاتا تھا۔ لڑکی یا ہر کی قیمت یا فقیہ
گھرانے والے کو اسکو قہقہہ کے اعتبار سے کھٹکتا بڑھتی ہے۔ شری سمجھا ان
مکتبہ کے قبیلہ میں لڑکی کی قیمت بہت زیادہ بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں
گھرانے کے مرد خور نہیں ہوتے ہیں اور بہن کے باپ اور اس کے رشتہ دار
پہنچ میں بیٹھتے ہیں۔ دیکھنے کے باپ کا اشارہ یا کرکٹ لڑکے مردکیان
بنا خور دیں کی طرح ہاتھ پیر کے بل چلتے ہوئے بھیر میں پہنچتے ہیں اور
ڈمیروں کی نقل کرتے ہوئے چرنا یا سوکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ تب
بہن کا باپ یا اس کے بھائی اور کوئی ان میں سے جتنوں کو پکڑ سکے،
پکڑنے کی کوشش کر لے اور جتنوں کو وہ پکڑ لیتا ہے اتنے ہی بانو
دوہے کے باپ کو دیتے پڑتے ہیں۔

(۳) *Marriage by Service* بعض فائدہ انداز میں

شادی سے پہلے اور بعض صورتوں میں شادی کے بعد اپنے سرال و لوں کی
خدمت کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مدراس و ٹراونکور کو چین کے بعض قبیلوں میں
خدمت دینا کا طریقہ ہے۔ کروشن قبیلہ میں لڑکے کی سکاٹا بچپن میں ہی
ہو جاتی ہے اور لڑکی کے عمر کو پچیس تک داما کو سرال میں کام لگنا پڑتا ہے
اس طرح چین (*Marriage by Service*) قبیلہ میں لڑکے کو چھ بیس تک

ہر روز ایک گٹھائی پڑھنے والی دلہن کے گھر جمعیتا پڑتا ہے۔ وادہ
کے بعد بھی شوہر اپنے سر کو ایک روز یہ ہر سال دیتا ہے جو سارا پیم
کہتا ہے اور سر کے مرث پر یہ سالے کو دیا جاتا ہے۔

(۴) Marriage by exchange بل وادہ

بھائی اور یا بہن کے بے میں بھائی اور یا بہن سے شادی کرنے کا
طریقہ بل وادہ کہلاتا ہے۔

بعض مرتبہ دو بھائیوں (یا کئی بھائیوں)
کے بچوں اور دو بہنوں (یا کئی بہنوں)
کے بچوں یعنی متوازی بھائی بہنوں میں
شادی ضروری بھی جاتی ہے اور۔
بعض مرتبہ بھائی کی بہن اور بھی
یا بھوہ اور ماں کے بھائی (یا ماں)

Parallel cousin
and Cross Cousin
متوازی اور عمو کی بھائی بہنوں
کی شادی

یا ماں یعنی عمو کی بھائی بہن کے بچوں میں۔ پہلی قسم کی شادی کا رواج
اس لئے عام نہیں کہ اکثر چائٹوں اور قبیلوں میں انہیں ایک ہی خونی
Khandan کہتے ہیں۔ اگر وہ کاسو یا بھائی خاص طور پر اس وقت بھی
جب کہ متوازی بھائی بہن ایک ہی کلم کے ہوں اور ایک دوسرے
کو بھائی بہن کے نام سے پکارتے ہوں۔ البتہ عمو کی بھائی بہنوں کو
مختلف کلموں کے تصور کرنے کا طریقہ بہت سے علاقوں کے والے
قبیلوں اور زراعت پیشہ آدمی بایسوں میں عام ہے۔ اس طریقہ
کے وجود میں آنے کی ایک وجہ یہ تصور کی جاتی ہے کہ لوگ ایک تو
چیز اور شادی بیاہ کے اخراجات سے بچنا چاہتے تھے اور دوسرے

لڑکی کی شادی کی وجہ سے خاندان میں ایک فرد کی کمی واقع ہو جاتی
 تھی، اس لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تو جو چھو سکتا تھا کہ میرے
 چھپرے اور حجرے بھائی بہنوں میں شادی نہ ہو۔ دکن میں ملا بار
 کو چین، ٹرایڈنگ، وغیرہ کے اکثر قبیلوں میں شادی بیاہ کے یہ طریقے
 موجود ہیں۔ بیورو کے کو راجاؤں "کپلیانوں" (Khaplans) کے
 میں ایک شخص کو اپنی بھانجی دہن کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے
 کی اجازت ہے چاہے وہ اس سے عمر میں بڑی ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح بھائی کے مرنے پر بھائی سے اور بیوی کے مرنے پر سالی
 سے شادی کرنے کا طریقہ شروع ہوا۔
 بناروچ دواہ میں عام طور پر یہ پور کو اپنی بھائی سے شادی کے کرنے
 کی اجازت مندوستان کے اکثر قبیلوں میں بھیجی یعنی شوہر کا بڑا بھائی
 بیوہ لڑکی (اپنے چچوٹے بھائی کی بیوی، کو اپنی بیٹی کی طرح دیکھتا
 ہے، اس لئے وہ اس سے شادی نہیں کرتا اس طریقہ کی شادی
 کی مثالیں گوندڑوں، ستھاروں اور قبیلوں میں اور کروڑوں اور
 نامہ ہرنٹوں اور دھامانوں میں۔ اسی طرح بیوی کے مرنے پر

اور بعض وقت بیوی کے ساتھ ساتھ اپنی سالی سے شادی کرنے کا
 طریقہ بھی نظر آتا ہے۔ اس طریقہ کو *Widow Marriage* یعنی سالی
 دواہ کہتے ہیں۔ لڑکی کے ساتھ ساتھ اس کی بہن کو بھی شادی کر لینے
 کے طریقہ کو *Widow Marriage* کہتے ہیں سالی دواہ کی
 مثالیں کوریا قبیلہ میں اور کروڑوں میں نظر آتی ہیں۔ سالی دواہ کی ایک
 اور نوعیت وہ ہے جب کوئی مرد اپنی سوتیلی لڑکی کی بیوی کے پہلے

شیر پرک لڑکی، سے شادی کرنا چاہوں تو اسے منہ نہ دے گا اور بعد
 قیدیوں میں ایک نور نے کہ جسے پہلے ہرگز سے شادی نہ کرینے
 کی اجازت تھی۔

Tree suavage شادی سے پہلے کی درخت شادی
 درخت دوا

نظر آتا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی اور چیز بھی
 یہ بتاتی ہے کہ اس کے بالوں کے تناسل سے ایک نیا لڑکا اور
 اس کا اندیشہ ہو کر رہتا ہے کہ شادی کر کے ساتھ لڑکا
 کی خواہش ہو گئی ہے کہ اس کے بارے میں کوئی اور چیز بھی
 سے پہلے کسی درخت کے ساتھ ہوا ہے۔ یہاں ہا تا بہت بڑھتی
 ہے۔ شادی کی منہ سے یہی ہے کہ اس کے بارے میں کوئی اور چیز بھی
 شادی کرتے ہیں اور اس کے لڑکے سے شادی کی اجازت ہے۔
 اس سے یہ تمیز کی جاتی ہے کہ شادی کی اجازت والی ہے۔ شادی
 بیک وقت اس کے ساتھ درخت کے ساتھ شادی کر کے یہی ہے کہ
 جانتے ہیں۔ اس طرح کسی شخص کے بارے میں یہاں شادی
 ہو کر شادی کی ہو۔ شادی کے ساتھ یہی ہے کہ اس کے ساتھ
 وہ *marriage* کا حال ہے۔ چاہے یہ شادی کی ہو یا نہ
 ان کا خیال ہے یہاں سے یہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔
 کو دیکھنا چاہتی ہیں۔
 وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔
 شادی کے ساتھ یہی ہے کہ اس کے ساتھ شادی کر کے یہی ہے کہ
 شادی کے ساتھ یہی ہے کہ اس کے ساتھ شادی کر کے یہی ہے کہ

اس کے لئے تو لید یا فتنہ بچوں اور بچیوں کو مار ڈالنا ضروری
 سمجھا جاتا تھا۔ کھانچ گنداسکے گندناؤں میں لڑکوں کو مارنے کا طریقہ تھا۔
 جس کی وجہ عورتوں کی تعداد بڑھنے لگی اور ایک مرد کو کئی بیویاں
 رکھنے کا حق دیا گیا اور ڈاٹھی قبیلہ میں لڑکیوں کو مار ڈالا
 جاتا تھا جس کی وجہ سے شاید کئی مرد بچے بچ ایک۔ یا دو بیویاں
 ہوتی ہیں۔ سسط آسٹریلیا کے آرٹھڈا قبیلہ کے لوگ بچہ کی پیدائش کو اس
 لئے اہمیت نہیں دیتے کہ وہ کہتے ہیں کہ چرنیکا یعنی کسی مرے، زہر سے آدمی
 کی روح اس بات کی مثال پیش کرتی ہے کہ کسی عورت کے پیشہ میں داخل
 ہو جائے۔ اس لئے بچہ کی پیدائش کسی مرد یا عورت کے مہل کی وجہ
 نہیں بلکہ چرنیکا کے داخل ہونے کا نتیجہ ہے۔ ان کے پاس بھی بچہ پیدا
 ہونے والے بچہ کو مار کر اس کا گرم گرم خون زور سے بچہ کو پلٹنے کا
 طریقہ ہے تاکہ وہ طاقتور و جیوٹ بن سکے۔ لڑکے کے بیان کے
 مطابق میکسیکو کے
 ہندوؤں اور کھنڈیہ میں کئی تہواروں کے موقعوں
 پر دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بچوں کی قربانی دیکھائی جاتی ہے۔
 پیدائش کے بعد جوان ہونے تک ایک اہم رسم *ہنٹ*
 (*circumcision*) کی ہوتی ہے۔ آرٹھڈاؤں، قزاقوں
 اور چچی انڈیہ کے (*Dahomeans*) اور ہولیسوں میں یہ
 رسم رائج ہے۔ اور پانچ کے (*meene Tooth*) دانت
 اکھاڑنا آرٹھڈاؤں میں جسم پر گھارد بنا کر ان میں رنگ۔ بھرنا چھینڈ کرنا
 سیانگوں میں جسم کو گندوانا لڑکوں میں کان کی لکیوں میں چھسکرنا
 اکثر قبیلوں میں رائج ہے۔ بچہ پیدا ہونے، جوان ہونے اور شادی بیاہ کے

وقت جو رسوم متائے جاتے ہیں وہ بھی دنیا کے اکثر قبیلوں اور ذاتوں
 میں مختلف قسم کے ہوتے ہیں کہیں برہمن یا ویش کو پہنچنے کے ساتھ ہی بہت
 سخت و مشکلوں کے ساتھ گزرنا پڑتا ہے۔ کہیں پراسنے جوڑے کو
 پہننے کی پوری آزادی ہوتی ہے اور شادی سے پہلے لڑکے
 اور لڑکیاں آپس میں مل سکتے ہیں تو کہیں ان پر سخت قسم کی
 پابندیاں عاید ہیں۔ اتر میں جاپان کے اینو قبیلہ میں بچہ پیدا ہونے
 کے بعد ان کے ساتھ سب سے پہلی پابندیاں ہوتی ہیں پھر دن کے
 اندر مائ کو گھر کے کنارے باہر کے لئے آزاد دی دیکھا جاتا ہے مگر باہر کو
 مارے ورنیکاں پلنگہ پر پڑا رہتا ہے تاکہ کیونکہ قبیلہ وائوں کا خیال
 ہے کہ ان کے پیٹ سے بچہ اگر جسم لیکر نکلتا ہے تو بابت روح اور ان
 سے بچنے۔ اس رسم کو *Waka* کی رسم کہتے ہیں۔
 مرنے وقت کے رسوم بھی اشرقیوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ بعض
 قبیلوں میں یہ اعتقاد ہے کہ جسم کو چھوڑنے کے بعد روح اپنے مکان
 میں اس کی ٹھکانہ رہتی ہے اور کبھی تین دن کے بعد واپس آتی ہے۔
 سالانہ وہ اپنا مقام نہیں چھوڑتیں۔ اس سے بعض قبیلوں میں
 دو مرتبہ ہفتہ کے رسوم کئے جاتے ہیں۔ دفنانے وقت اور مرنے کے
 ۲۰ سال بعد۔ مثلاً ایسٹ انڈیا کے انڈیوں میں مرد کے
 دفنانے کے بعد اس کی جھونپڑی کو خالی کر دیا جاتا ہے اور اس کا
 تمام سامان وہیں چھوڑ کر اس کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ جس وقت
 مرنے والے کا افسوس جاری رہے کوئی شخص اس کا نام نہیں لے سکتا
 کیونکہ اس صورت میں اس کی روح ان کے تکلیف کا باعث بن سکتی ہے

دوسری رسم تقریباً ۱۱ سال بعد ہوتی ہے جب کہ مرنے والے کے
 رشتہ دار اس جلی ہوئی جھونپڑی کے پائے میں جاتے، وہاں خوب بچے
 گھومتے بجاتے اور چمچتے چلاتے اور اپنے ہتھکڑیوں کی آواز میں
 کرتے ہیں تاکہ مرے ہوئے شخص کا بھوت یا روح بھاگ جائے
 اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے۔ ٹوڑوں میں بھی دو مرتبہ موت
 کے رسومات ہوتے ہیں۔ ایک *me* سے متعلق کہلاتا ہے دوسرا
me۔ بچیوں کی صورت میں دو دنوں رسومات ایک ہی روز
 ختم ہو جاتے ہیں مگر بڑوں کی صورت میں مرتبہ فوراً بعد پہلی اور
 دوسری رسم ایک عرصہ کے بعد کی جاتی ہے۔ دوسری رسم زیادہ
 اہم ہوتی ہے۔ تہار کے (Hoh) ہونے میں بھی بعد کی یہ رسم
 جو *Yangtopa* کی جنگ ٹوپا کہلاتی ہے اور جس کو *Yangtopa*
Yangtopam, Yangtopam کی سی دفعیٹروں کی
 آوازیں نکال کر بھگا دیا جاتا ہے زیادہ اہم ہے کیونکہ یہی وہ دن
 ہے جب مرنے والے کی روح بونگا *ongga* سے جا کر مل
 جاتی ہے۔

ساجی تنظیم کی یہی نوعیتیں زیادہ اہم مانی جاتی ہیں۔

باب (۱۷)

خام تہذیب

(Primitive Religion)

وسٹر مارک کے نزدیک قوق فطری قوتوں میں اعتقاد کا نام مذہب ہے۔ یہ قوتیں وہ ہیں جن پر انسان اپنے آپ کو بالکل مبرا تصور کرتا ہے اور اس لئے ان کی مرضی کے مطابق اور انہیں خوش کرنے کے لئے وہ ان کی عبادت کرتا ہے۔ یہاں پر محتا اور ان کو عزت دیتا ہے۔ ڈاکٹر فریئر کہتے ہیں انسان سے برتر ایسی قوتوں سے مطابقت کا نام مذہب ہے جن کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ پیر اور انسان دونوں کی نگرانی کرتی اور انہیں راستہ دکھاتی ہیں۔

مذہب کی ابتدا کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ انسان کو قدم قدم پر سچے سچے سنا کر نا پڑتا ہے، کبھی کبھی سماشی پریشاں اس کو ستاتی ہیں، کبھی بیوی بچوں کے دکھ درد اس کو تکلیف دیتے ہیں، کبھی روک بیمار یوں سے اس کو تشکش کرنی پڑتی ہے اور شب سے بڑھ کر اس کو اپنی موت کے نام ہی سے گھبراہٹ

عسویں ہوتی ہے۔ انسان دکھ نہیں چاہتا سکھ چاہتا ہے۔ صحت نہیں
 نہیں چاہتا آرام چاہتا ہے، بیمار رہتی نہیں چاہتا صحت چاہتا ہے،
 موت نہیں چاہتا زندگی چاہتا ہے۔ وہ امن سے زندگی گزارنا چاہتا
 ہے، ایک شناخت جیون بسر کرنا چاہتا ہے، ایک خوشگوار زندگی اس کا
 آخری مقصد ہے۔ اس کو حلیم ہے کہ ہر چیز پر ہونے والے کی قیمت میں
 بدھنا نے موت سمجھی ہے۔ ۵۵ دوسروں کو اپنے سلسلے سے ہوتے ہوئے
 نہ بکھتتا ہے۔ عزیز واقارب دوست آشنا کے مرنے کی خبریں بھی کبھی
 کبھی سنتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کو بھی کسی نہ کسی دن دنیا کو
 چھوڑنا پڑے گا۔ پھر بھی وہ موت نہیں چاہتا، موت کے نام پر ہی
 سے اس کے دل میں گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

عام تمدنی فہم میں انسان کے لئے موت بہت آسان تھی۔ آج
 کیا کسی چھوٹے اور بڑے نام ان دونوں انسانوں کی کہیاں نہیں جیتتا۔
 پھر ان کے لئے زندگی ہی مشکل، اور بھی شدید فانی فانی پشما ہیں اور بیمار
 شیرا چھٹے، سہا پیر، جیسے جیسے، بھیا نکس اور نہ ہر پہلے جا نور کرتے
 ہوئے آتشکار، ابلتے ہوئے آتش فشاں، گڑبڑانی بجلی، کرہ جتے
 بانٹل اور سب سے بڑے خطرہ جنگ کا وہ سناٹا اور وہ سونا پنا مانتے
 کہ وہ گھٹ اندھیرا، کیا یہ انسان کے دل میں ہمیشہ پیرا کرنے کے
 لئے کوئی نہیں تھے؟ ان سے جان چھڑائی تو غریب انسان کی چھوٹی
 کہاں سکھ و افسل ہو سکتا تھا؟ اپنی ہی خود غرضیاں، بریک لوس
 کی دشمنی اور بریدیں کے حملوں سے پھر بھی اپنی جان بچانا اس کے
 لئے بہت مشکل تھا۔ یہی درختا، یہی فوج، یہی ہمیشہ تھی، یہی

خواتین پرانے کی پہلی سرنہ تھی۔ یہ سرنہ ان کے لیے تھی اس لیے اس کا نام رکھ دیا
 اور یہ سرنہ ان کے لیے رکھی گئی تھی۔ انسانی مہذب کے
 مذہب کو بہت پہلے سے انسانی مہذب کے مذہب کا ایک
 اہم جزو ہے۔ یہ سرنہ ان کے لیے رکھی گئی تھی۔ انسانی مہذب کے
 بے جان پتھر وں کے آگے اس نے ہر جگہ پر ان کے لیے
 سناں بھونٹوں کو اس نے جس کا یہاں عرق کیستی ان کی خوشنودی حاصل
 کرنے کی خاطر ان کے لیے بھونٹوں میں کبھی ان پر عبور حاصل
 کرنے کی غرض سے تو ان کے لیے ایک پیچھے کیے گئے۔ ہمیشہ ایک نئی تدبیر
 ایک نئی کوشش ایک نئی کوشش پر عمل کرتا رہا۔ اس کی یہ کوشش کبھی
 مذہبی خیالوں کی شکلیں میں ظاہر ہوئی۔ کبھی بادلوں کی صورت
 میں یہی حالتیں رہی۔ جو ہاتھ کی بنیاد پر لوگ کہتے ہیں مذہب تو ہے یہی ہوا ہوا۔
 جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔

وسطی مارک کے نزدیک فوق فطری قوتوں میں اعتقاد کا نام
 مذہب ہے۔ یہ قوتیں وہ ہیں جن پر انسان اپنے آپ کو بالکل نہ بھروسہ
 تصور کرتا ہے اور اسی لئے ان کی مرضی کے مطابق اور انہیں خوش
 کرنے کے لئے وہ ان کی عبادت کرتا اور انہیں پوجتا اور ان کو عزت
 دیتا ہے۔ ڈاکٹر فریڈرک ہیتے ہیں انسان سے بہتر ایسی قوتوں سے مطابقت
 کا نام مذہب ہے جن کے بارے میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ نیچر اور انسان دونوں
 کی نگہ رانی کرتے اور ان کے لیے ہر شے کی تدبیر کرتے ہیں۔

یہ سرنہ ان کے لیے رکھی گئی تھی۔ انسانی مہذب کے
 مذہب کو بہت پہلے سے انسانی مہذب کے مذہب کا ایک

کی قوت ہے جو انسان کے لئے بکلی کی طرح برہم ہو سکتی ہے اور ابھی
 بھی، اس لئے نہ تو اس کو ہم آسانی سے تسلیم کر سکتے ہیں اور نہ
 بغیر اچھی طرح سمجھنے کے اس سے اس تکلف سے بچ سکتے ہیں۔ انسان میں
 ڈر پیدا کرنے والی وہ قوت اس قدر قوی ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق
 کو انسان کی زندگی میں تباہ دیتی یا اس میں پورے تباہ پیدا کر دیتی ہے
 مختلف قسم کی فطری قوتوں کو طرح طرح کے نام دیتے ہیں
 نیوزی لینڈ، ہیرلڈ، ایشیا کے ماوری اس کو *mana* کہتے ہیں،
 اراکونا کے (وہ قوتیں) اس کو *mana* کہتے ہیں
 اور شمالی امریکہ کے لوگ اس کو *siouan* کا نام دیتے
 ہیں۔ اتری جاپان کے انیمہ قبیلہ والے *kanu* کیلے جیو جیو کے
 جین کر سہا ہتیا (*Hellayya*) ستمخان اور ہوا اس کو *son ga*
 بونگا اور دکن کے چچو اس کو "بھگوانترو" کہتے ہیں۔ چینیوں کے *chun*
 بچوں کے *kalu* سب اسی کے مختلف نام ہیں نئی دنیا میں ہماری (میں)
 یا قسمت بھی اسی کا دوسرا نام ہے۔ "روح پڑتی" "میں نے سنا ہے"
 ان قوتوں کی ایک تصویر تو وہ ہے جس میں غیر معمولی چیزیں
 شامل ہیں جیسے مرے ہوئے لوگوں کی روح، شیطان، بھوت وغیرہ
 ٹاپلر کے خیال سے مطالبات قدرتی ماحول اور مختلف مادی چیزوں میں
 لوگوں کا اس طرح کسی نہ کسی طاقت یا روح کو دیکھنا ان کی روح
 پرستی (*animism*) کو ظاہر کرتا ہے۔ اس قسم کی پوری طاقتوں
 کو تقسیم ہم یوں کر کر سکتے ہیں۔
 سب سے پہلے ان چیزوں کی تقسیم۔

۱۔ زمین (از)، پانی (از)، پتھر اور پہاڑ (از)، آگ (از)۔
 سمورج، چاند اور تارے۔

۲۔ جاندار جنموں کی پرستش

۳۔ جانور (از)، درخت (از)، انسان۔

خاصی بات یہ ہے کہ جہاں جیسے حالات ہوتے ہیں وہاں کی
 پیچری طاقتیں بھی اسی قسم کی ہوتی ہیں۔ مثلاً سیدانی علاقوں میں پہاڑوں
 کے دیوتا نہیں ہوتے، کم پانی والے علاقوں میں دریائی دیوتا نہیں
 ہوتے اور جہاں سمندر نہیں وہاں سمندری دیوتا نہیں نظر آتے۔
 زمین یا دھرتی کی پوجا بہت قدیم زمانہ سے ہوتی ہے چونکہ
 تنکا رنگ سے لیکر کھیتی باڑی کے دور تک انسان کو صرف دھرتی
 کی اشیاء پر زندہ گی گزارنا پڑا تھا، اس لئے اس زمانہ میں اس کی
 اہمیت کو محسوس کیا جانے لگا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس کو اور
 کائنات نام دیا گیا اور اپنے مطالب کے کام لیتے وقت اس کو ذرا
 کے لئے اس کی پوجا کی جاتی اور قربانی بھی دیکھائی دیتی تھی کہ
 قدیم زمانہ میں میکسیکو میں ایک عورت کا سنگ گناہ کرتے اس کو یہ سمجھتے
 ہوئے قتل کیا جاتا کہ وہی دھرتی کا روپ ہے۔ ہزار افریقا میں
 : صان بکونے سے وقت ایک غلام کی قربانی ضروری تھی یہی طریقہ
 اب معمولی قربانیوں کے روپ میں بدل گیا ہے اور خود ہندو مت
 میں بڑے منجھلی کے تیار ہو جانے اور کھانے کے وقت معمولی قربانیوں
 جیسے سورا اور مرغیوں کی قربانی دیکھائی ہے۔ اسی طرح دریائوں
 چشموں تالابوں اور کنوئوں کو بھی تبرک مانتے ہیں۔ زیاؤں کو "پاپ"

اور "مال" کا درجہ دیا گیا ہے اور لوگوں کا یقین ہے کہ بعض
 دریاؤں میں نہانے سے پاسب نہ ہوتے ہیں۔ پتھر اور پہاڑ
 بھی قدیم زمانہ سے پوجے جاتے رہے ہیں۔ خاص قسم کے پتھروں
 کو نہ صرف پوجا جاتا بلکہ انہیں نظر دور کرنے کے لئے استعمال بھی
 کیا جاتا ہے۔ آگ جو چیزوں کو جلا دیتی اور انہیں دھوئیں میں بدل
 کر ہوا میں پھیلا دیتی یقیناً قدیموں کی شکل میں ایک فائدہ دار چیز
 بھی جاتی۔ پاپو والے ہمیشہ ایک جلتی ہوئی شعلہ ساتھ رکھتے
 ہیں۔ ملایا میں چوٹے پیر سے اگھنا گناہ ہے، ٹوڈوں میں دیا
 جلانے سے پہلے اس کی پوجا کر لی جاتی ہے۔ پارسیوں اور ہندوؤں
 میں بھی آگ کو تبرک مانتے ہیں۔ سورج، چاند ستارے بھی پوجے
 جاتے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ جانوروں میں سانپ، کائے
 بیل، بلی اور بعض قندیلوں میں شیر، ببر بھی پوجے جاتے ہیں۔ قندیلوں
 میں نہ صرف ان کی اہمیت بچری تو بہت ہوئے بلکہ اعتبار سے ہے
 بلکہ مختلف زمانوں اور کائنات میں پیدا ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان
 اعتبار سے مختلف مختلف جانوروں کی تو بھی قدیم کائنات میں رہتی
 ہیں جن مرتبہ درختوں خاص طور پر پھولوں سے لے کر سب جانوروں
 کی شکیں ہیں ان کی پوجا ہوتی ہے بعض قندیلوں میں ان کی پوجا اس لئے ہوتی
 ہے کہ درختوں پر مرے ہوئے لوگوں کی روحیں رہتی ہیں بعض اسی
 قدر بھی ہوتی ہیں جو قندیلوں کی نظر میں انہی کوئی شکل نہیں رکھتیں مگر
 پھر بھی انسانوں کو ستاتی رہتی ہیں۔ رنگرانا گاؤں میں ایسی ہی توت
 ہے جو لوگوں کا نام لیکر پارتی ہے مگر کسی کو نظر نہیں آتی، جس شخص کا

ہاں اگر یہ پیکار میں کامیاب ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے ایک ہی
 طریقہ ہے جس میں غریب قوت کو غیر مل کر۔ بعض قبیلوں میں یہ خیال عام
 ہے کہ ہر شخص کے جسم میں کچھ ہے ایک وہ جو سب کو نظر آتا ہے۔
 یہ چیز ہر شخص میں ملتی ہے کسی کو نظر نہیں آتا۔ یہی وہ مرا جسم
 جو کسی کی انسان کو ہوتا ہے اور وہ مری دنیا کا چکر لگاتا رہتا
 ہے جس کی وجہ سے انسان کو مختلف خواب نظر آتے ہیں۔ اس دوسرے
 جسم کی وجہ سے ہر بات اور نہ رہ جاتا ہے جب یہ مستقل طور پر کسی
 جگہ رہنے لگتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی
 ہے۔ اس کو صرف چھانویا پر چھائیں کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔
 اس دوسرے جسم کے مختلف نام ہیں۔ بعض قبیلے جان، روح، دل،
 سانس اور انسانی پر چھائیں میں کوئی فرق نہیں کرتے، مثلاً آفریقہ
 کے ننتو قبیلہ کے لوگ روح کو چھانویا کا نام ہی نہیں دیتے بلکہ سمجھتے
 ہیں کوئی شخص اگر دیر کے کنارے چھے تو یقیناً اس کی چھانویا
 کو لے کر چلے گا اور اس طرح خواہ مخواہ اس کی موت واقع ہو جائیگی۔
 اس قبیلہ کے لوگ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو کہتے ہیں اس کا دل
 چلا گیا اور جب کوئی مرنے کی حالت سے چنگا ہونے لگتا ہے تو کہتے
 ہیں "اس کا دل آرہا ہے" ملایا اور جاوا کے چند قبیلوں میں سانس
 اور روح میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس
 کے تختوں یا مہندہ سے کوئی چیز باہر نکل آتی ہے جو مرنے والے انسان
 کی سوانح پرست رکھتی ہے جس کو وہ دیکھ تو نہیں سکتے مگر وہ انسانی
 جو اپنے اپنے نام دیتے ہیں۔ اکثر انسانی چیزیں ہوتی ہیں۔

اور غرض کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً امید لیش (وہ کہتے ہیں کہ)

میں وہ چیزیں داخل ہیں جو کچھ ہوتا ہے، ان کو کہتے ہیں
یا انسان کو خوش قسمت بنانے کے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں
کی انگوٹھیاں نظر بد سے بچنے کے لئے نظر تیز پتھر کاٹ دیا جاتا ہے
کلا استعمال وغیرہ۔ اور یہ کہ انسان کو ان کی پیروی کا نام ہے
جن میں کسی دیوتا یا طاقت کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے۔ لہذا جب کہ
لوگوں کا اس بات پر یقین ہو کہ کسی شخص کی چیزیں کھانے کی طاقت
ہے تو وہ اس کو بھرپور مانتے ہیں۔ اس سے کچھ اور ان کو تو
دیتے ہیں۔ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو یہاں پر کھانا
دیوتاؤں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ کسی نہ پر کھانا دیوتاؤں کی طاقت
بنائی جاتی ہے۔ مگر پتھر پر کسی خدا کی نمائندگی ہوتی ہے۔
انہیں۔ مذہبی۔ ان کے لئے بچھن مڑ پھینک کے ان کے لئے کھانا
خدا کی خدمت کو مانتے ہیں۔ اور ان کو کہتے ہیں کہ ان کو
خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو
جو ایک ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ اور ان کو کہتے ہیں
میں۔ یہ کہ وہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو
یہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ
ان سب پر ہادی ہوتا ہے۔ اور ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں
دو خداؤں میں بچھن مڑ پھینک کے ان کو کہتے ہیں کہ ان کو
کہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ
(The same way) ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ ان کو کہتے ہیں کہ

بھی ممکن ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ہر انسان کے ساتھ ایک ایک خدا ہے اس طریقہ کو (Henotheism) کہتے ہیں۔

Magie جادو | فطری قوتوں پر قابو پانے کے دو تین طریقے دیکھے جاتے ہیں۔ سب سے پہلا طریقہ وہ ہے جب کہ ان قوتوں پر کنٹرول یا نگرانی کے ذریعہ قابو پایا جائے۔ خاص قسم کے طریقے اختیار کر کے فوق فطری قوتوں پر اس طرح قابو حاصل کرنے کی کوشش کرنا کہ ان سے اپنا مطلب نکل آئے، اس کو ہم جادو کہتے ہیں۔ جادو کے طریقہ میں انسان کسی یہ کوشش ہوتی ہے کہ فطری یا فوق فطری چیزوں یا انسانوں پر فوق فطری طریقوں سے اثر کرے۔ اگر فطری قوتوں اور فوق فطری طاقتوں پر کنٹرول حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے بڑے بڑے ریاضی، جادو، ہرنا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر شخص جادو کر سکتا ہے۔ کبھی تو کسی کوئی دن بدست رکھنا ہوتا ہے، کبھی خود کو تیز کرنا ہوتا ہے اور کبھی بعض غرض میں استفادہ کرنا ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ہر تہہ پہنچنے سے جادو گروں پر سہولت کی سی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسی حالت میں فطری قوتوں سے میل پیدا کرتا ہے اور اسی حالت میں وہ کبھی کبھی پیشین گوئیاں کرتا نظر آتا ہے۔ بالخصوص تعلیم و تربیت اور مشق کے بعد جانوروں میں یہ قابلیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ جادو کا عمل کر سکیں۔

ہر ایک ایسی کوئی تعریف نہیں حالانکہ ہر شے ہی تعریفی جادو اور جادو ہیں جن سے ہم بالکل ٹھیک ٹھیک سمجھا سکیں کہ کیا

اور جادو میں کیا فرق ہے پھر بھی بعض حصہ جنتیں ان دونوں میں
 بالکل واضح ہیں جو ان کی نوعیتوں کو ظاہر کر سکتی ہیں ایک آسان
 تعریف دونوں کی یہ کیجا سکتی ہے کہ جادو نامعلوم طاقتوں کو مجبور
 کرنے کا ایک طریقہ ہے اور مذہب ان طاقتوں کو منہ سے نکال
 دیتا ہے۔ لیکن جہاں یہ فرق ہے وہاں ان میں فرق کرنا مشکل ہے
 فرق حسن کو جانچنے والی آنکھ کی طرح دیکھنے والی آنکھ میں پیدا ہے
 کئی تبدیلیاں ہیں مذہب اور جادو میں بڑی فرق نہیں کیا جاتا یا بہت
 کم فرق کیا جاتا ہے۔ مذہب کو جادو کو یا جادو کو مذہب کا
 ایک جزو سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ بتانا بڑا مشکل ہے کہ کہاں بہت فرق ہے
 کم فرق ہے اہل کہاں سے جادو کی ابتدا ہوتی ہے۔ کئی دھرم اپنے
 یسار و اج میں جادو کو شامل کر لیتے ہیں اور کئی جادو کو اٹال
 دیتے ہیں۔ انکاروں کا نتیجہ ہے۔ مگر حسیب مذہبی اعتدال اور جادو کے
 چلن میں بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس فرق میں واضح معلوم ہوتے
 ہیں۔ خام طور پر مذہب سمجھتوں، روحوں، ان دیوی قوتوں پر اعتقاد
 کا نام ہے اور جادو اس قوت کا ہی نہیں زیر کرنے کے لئے کام میں
 لائی جاتی ہے۔ جادو اور مذہب دونوں میں جینیاتی قصے یا دیوی
 طاقتیں ہیں۔ دونوں میں اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے طریقے
 ہوتے ہیں اور دونوں میں بعض ایسی پابندیاں ہوتی ہیں جن پر عمل
 کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر۔ دونوں میں بعض واضح فرق بھی ہوتے ہیں
 سبب واضح فرق میں مل سکیں گے۔ ان کا یہ حصہ ہے کہ ان کے نظریوں
 میں یہ ہے کہ:-

۱۱۴
مہ پاک توڑیں گے حدودِ سرحدیں

جاووا کہ غلطی نہیں ہے میرے وہ اعمال

شامل ہوتے ہیں تو صرف ذرا سہ ہوتے

ہر کسی قبضہ کے حامل کو یہ حق یقیناً حاصل ہے

یہ بتا ہے کہ وہ آگے جا کر تھا، وہ رہا تھا، یہ بتا ہے کہ وہ

میرزا حسن میرزا محمد علی خان

میرزا محمد علی خان جو اپنے مستقیم ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے ہیں

کوئی بوجہ را کبر کیستے ہیں۔۔۔

اس کی توفیق آپ کی ہوتی ہے۔ چارویں ایکسٹریکٹ (تیسری جلد)۔

انسان کو پختہ پختہ بنانے کے لئے وہ انسان کو پختہ بنانے کے لئے

کرنے سے خاتمہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ سب غلطیوں پر

گھر ایک چھوٹا سا تھا اور اس کے اندر ایک کمرہ تھا جس میں ایک کھانا کھاتے تھے۔

ہو تا ہے کہ کسی نماز میں قوت سکون و عجز و بیگانگی نہ ہو۔

مهرستان پور و در فوسری قوتی شالی موی پور بکر سینه مشی بخار

سورج میں قبائلی نشان و لوہ: خوشی خوشی، چھانے یا غریبی میرے والی بہنوئی

تشیاری دیوتا اور ستمگر کی زندگی کا پیر منظر حسنہ کے قصبہ انیسویں

خوشی کرنے یا مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ مذہب کی طرف سے اسے یہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

کافی برای هر شی و جاندار موجودی است. و مختلفه حقیقه و غیره

ہے اور نہ پتاؤں نہ اسرار، شیطانوں کے قدموں سے بھر چکا اس کے

بریکس جادوئیپ انسانیکارنامور اور کلامیابیوں کا نام دیو مانی ہے

ہو مختلف زمانوں میں حاصل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانہ سے

طریقے جادو کے نظر آتے ہیں وہی ایسا بھی ہو جو دہس لٹل و لٹل خامر
 اعمال اور طریقے لوگ اپنے آباد و جادو سے سمجھتے جاتے اور اس میں
 بہارت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جادو کے طریقے ہر آدمی کے سمجھنے کے نہیں
 ہوتے چند افراد انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر مذہب میں غام
 تمدنی اختیار سے ہر شخص مساوی اور کافی حصہ لیتا ہے۔ تمام یا
 اکثر مذہبی طریقوں پر قبیلہ کا ہر رکن عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی
 ان پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ ہر آدمی دوسرے آدمی کے
 مرنے پر روتا، اس کے لئے قہر مچاتا، اس سے دعا کرتا اور دفن ہونے کے
 بعد کے رسوم، نجام دیتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ دیر بھی سمجھتا
 ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دوسرے لوگ بھی اسی شکل کو دیکھیں گے۔
 غرض کہ یہی اعتقادوں کے ماننے سے مطلب کسی پیشہ سے
 ہوتے۔ جادو سے مطلب چند لوگوں کے خاص اعمال اور رسوم
 ہوتے ہیں جو فنی فطری قوتوں پر عبور حاصل کرنے کے لئے استعمال
 میں لائے جاتے ہیں اور قبیلہ یا نسل کے پیشرو یا شریک ہوتے ہیں۔
 لایا جاتا ہے۔ چنانچہ آج بھی جادو کا عمل کر رہا ہے اپنے عقیدے میں
 کو ٹھکتے، دھوکا دیتے اور ان سے ناجانہ طور پر نفع اٹھاتے ہیں
 خوب پیسہ کماتے ہیں۔

ایک اور فرق مذہب اور جادو میں یہ ہے کہ
 جادو میں اچھا فائدہ برائی دونوں بھی شامل ہوتے ہیں۔ جب جادو
 اچھے مقاصد حاصل کرنے کے لئے ذریعہ بنایا جاتا ہو مثلاً بری قوت
 سے بچنا، یا اس کے اثر کو کم کرنا یا دوسروں کو نقصان پہنچانے وغیرہ

نورانیہ حاصل کرنا تو اس کو *pure & true magic*
 کہتے ہیں۔ چنانچہ ذریعہ کھینچوں کی نہ۔ غیری کو جھپا نا آگ اور
 جھپٹنی جانوروں سے چرسے سمیرے کھینچوں کو چھانا یا ایشہ جانوروں
 کو شہر و چھپوں سے بچانا جب چارو کا مقصد ہو تو ترہ

[illegible]

جادو کی دوا ہم قسیدیں فرخیر نے
بیان کیا ہیں۔ ایک جس کو

پروفیسر بی بی اور کنستبل جادو

1. Homoeopathie

Contagious Imitation کہتے ہیں اور دوسری جو

کھلاتی ہے۔ پہلی قسم میں عام طور پر جادوی غمل کرنے والوں کا خیال
ہوتا ہے کہ *magic* *produce* یعنی ایک چیز اپنی جیسی چیز

کو پیدا کرتی ہے یا یہ کہ اثر اپنی وجہ سے مشابہ ہوتا ہے اور دوسری
قسم میں لوگوں کا یقین ہوتا ہے کہ جو چیزیں پہلے ایک دوسرے
کے ساتھ میل کھا چکی ہوں وہ دور رہنے کے باوجود ایک دوسرے

پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں چاہے ان کا جسمانی تعلق باقی نہ رہے۔
 جادوگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ صرف کسی چیز کی نقل اتار کر ہی
 کسی قسم کا اثر نہ پرا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ
 دشمن کی بنا کر اس کو تکلیف دینے دیتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اس
 کو قتل ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ اگر
 یا ہٹی پر پہنچے دشمن کی تصویر بنا کر یا کسی بھی چیز کو اس کا جسم سمجھتے ہوئے
 اس میں تیز متیارات بھجوا کر یا دوسری قسم کی تکلیفیں دیکر یقین کر لیں
 ہیں کہ وہی تکلیف ان کے دشمن کو بھی ہو رہی ہوگی۔ اس طرح بعض ادا
 قیلے کے لوگ کہ اسے دشمن کی تصویر بنا کر اس کے دل میں سوئیاں بھجوتے
 یا تریں مار کر سمجھتے ہیں کہ جس جگہ سوئی یا تیر چھوئی گئی ہے، اسی جگہ ان کے
 دشمن کو بھی تکلیف ہو رہی ہوگی اور اگر دشمن کو مارنا ان کا مقصد
 ہو تو وہ اسی وقت منتر پڑھتے ہوئے اس شکل کو جلد دیتے یا نہ دیتا
 دیتے ہیں۔ اکثر قلیاؤں میں بارش نہ ہونے کی صورت میں جس طرح
 بارش کو لانے کی خاطر جادوی طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، ان کا تعلق
 ہومیو پیتھی جادو سے ہے۔ آسٹریلیا کا آدی یا کی مینہ میں پانی
 بھر کر چاروں طرف مینہ سے پھکاری مارتا ہے۔ اس کے بعد سمجھتا ہے
 کہ بارش ضرور ہوگی۔ ہولی اسی طرح بادلوں کی تصویر اتارتے اور اس
 پانی ڈالتے ہیں اور اس کے بعد سمجھتے ہیں کہ بارش ضرور ہوگی۔ جون
 کے نام کے نام *John* آخری معنیوں میں گنیش چوبے جی
 کے ایک مشنوں کا جو نہ دیتے ہوئے مکھا گیا ہے کہ کیونکر بارش کی
 کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گجرات میں جب کہ دست پر

بارش نہ ہو تو گاؤں کی عورتیں خاص طور پر مزدور پیشہ مشاغل
 کرنی انینا، کھار، چہار، و شرمہ اور دھنکھ ایک باڈی پر آدھی
 رات کے قریب جمع ہو کر چند مینڈکوں کو پکڑ کر ہانڈی میں بند کر دیتے
 ہیں تمام گاؤں وہ گاتے ہوئے گھومتے رہتے ہیں۔ مینڈکوں کے
 بند ہانڈی ایک عورت کے پاس رہتی ہے۔ کسی گھر پر پہنچنے کے
 ساتھ ہی اندر سے ایک عورت نکلی کر تھوڑا سا پانی مینڈکوں پر
 بند ہانڈی میں ڈالتی اور ہانڈی سے تھوڑا پانی لیکر پوری بجلیات
 پر چھڑک دیتی ہے۔ جیسے پانی گرنی نقل اتار رہی ہو۔ اس کے بعد
 وہ انہیں کچرہ تاج دیدیتی اور عورتوں کی یہ یارٹی دوسرے مکان
 سوار خ کرتی ہے۔ کئی مکانوں کا دورہ کرنے کے بعد یہ لوگ ایک بنگلہ والے
 عورت کے گھر آتے ہیں جس کو گالیوں کی بو چھار کرنے کی عادت ہے اور
 اس کے آنگن میں اس ہانڈی کو بھجھوڑ دیتے ہیں اور تھمتے و مذاق
 کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی عس کئی دن تک دہرایا جاتا ہے۔ انوار یا
 تھک کی شام کو ایک برہمن بیوہ سے مل چلانے کی بات چیت کرتی ہے۔
 چند عورتیں بلیوں کا کام کرتی ہیں اور برہمن بیوہ مل ہانکنے والے
 کدلی چلانے وقت بھی گاتے گاتے جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک
 کنوئیں سے اس آتے ہیں جہاں ایک لڑکی اوندر ہے لکڑی کے حمام
 بستہ پر بیٹھی ہوتی ہے۔ اس کی تحصیل میں مینڈک ہوتی ہے جس کا
 مہر ایک دیا جتا رہتا ہے مینڈک کے سر پر کم سر چڑھا ہوتا ہے۔
 چند منٹ کے بعد لڑکی خود سے کاپٹے لگتی ہے اور آگ کا پیتن موتا
 ہے کہ بھگوان اندر اس پر آئے ہوئے ہیں اس حالت میں وہ پیش گوئی

کرتی ہے کہ کس روز بارش ہوگی۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس روز بارش
یقینی ہوگی۔

رگن میں بھی بارش نہ ہونے کی صورت میں اسی قسم کے ٹوٹے
کئے جاتے ہیں۔ مینڈک کو ہا ہندسی میں بند کر کے تلنگی میں گکانا (جس کا
ترجمہ دیا جاتا ہے) گاتے ہوئے نکلتے ہیں۔

ماں مینڈک جی ہے

گھر گھر کر پانی آگیا

ماں مچھر جی ہے۔

رگھر، دو ڈی میں پانی آگیا

ماں تلی جی ہے۔

پلنگ کے اوپر پانی آگیا۔

غرض کسی بھی چیز کی نقل اتار کر اپنے مقصد کو حاصل کرنے کا
طریقہ بہت سے قبیلوں اور جاتیوں میں پایا جاتا ہے۔ بعض قبیلوں
میں تزکاری کے قسم کے پتھر زمین میں کاڑ دیئے جاتے ہیں تاکہ اصلی پور
اگ سکیں۔ بعض قبیلوں میں کسی درخت یا چٹان پر جانور کی شکل
بناتے اور اس کے جسم کو تیر سے چھید دیتے ہیں۔ اگر تیران کے جسم
میں آکر گئے تو یقین کرتے ہیں کہ شکار میں ہزد ر کا مہیاب ہونگے۔
ہو میو پتھی جادو کی ایک اچھی مثال اس بات سے بھی دیکھا جاسکتی
ہے کہ کیونکر پانے زما تہ میں بعض لوگ خاص چیزوں کا استعمال
دوا کے طور پر اس لئے کرتے تھے کہ ان کی شہادت بیماری کی شکل
سے ملتی تھی۔ عرقان یا پیلے کے لئے ہلدی کا استعمال ممنوع تھا۔

آنکھوں کی بیماری کے لئے چند دھرم سے یا کچھ دھرم سے یا کچھ دھرم سے
نورنے کا پھول استعمال ہوتا ہے جو آنکھ سے مشابہ ہو تا تھا۔

اس کی ایک اور مثال جب کسی آنکھ میں آئینہ آجائے تو
مربع کا نسب کی تو جالی یا کٹوری میں یا فی ڈال کر اس کو زہر پہنچ
میں رکھتے اور ایک سری چوڑی کو پانی میں ڈبو کر یہ کہتے ہوئے
اس چوڑی سے پانی کو آنکھ میں لگاتا جاتا ہے۔

یہ صورت یہ تار این سوار می تمہاری جو جھکاؤ دہری تو تم کو
لوگوں کا اعتقاد ہے کہ یہ ٹھل دو تین روز دہرانے سے آئینہ بالکل
کٹ جاتا ہے۔

جو میری پتی جادو کے علاوہ دوسری اہم قسم

ہو جس سے ناچہ آہستہ سے جادو گروں کا یقین ہوتا ہے
کہ جب کوئی چیز کسی شخص کے ساتھ جس میں آچکی ہو تو اس کا
یہ تعلق اس سے غلطی کی صورت میں باقی رہتا ہے۔ اس
بنائے یہ لڑکے ان کے جسم فاضل طور پر ناخن، بال، دانت
خون وغیرہ یا اس کے استعمال میں آئی ہو کسی چیز کو مثلاً اس
کے سینے میں کپڑوں کا ایک ٹکڑا حاصل کر کے اس سے اپنا
نوشہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جادو کی
سری ہوئی گرجہ دتی عورت کی کھوپڑی جتنی سے جلی ہوئی رکھ
پر بھی آسانی سے چلایا جاسکتا ہے۔ اس ٹھل میں اور زیادہ قوت
اس وقت پیدا ہو جاتی ہے جب کہ سرنے والی عورت پہلے زچ
رہی ہو۔ ان تمام چیزوں کے علاوہ بعض مرتبہ کسی کے نام پر بھی جادو

چلایا جاسکتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ اپنے دو نام رکھتے ہیں۔
 ایک نام جو سوائے اس شخص اور اس کے والدین کے کسی کو معلوم
 نہیں ہوتا اور دوسرا اس کا پکارنا نام۔ اصل نام پر جادو چلایا
 جاسکتا ہے۔ اس لئے یہ نام بہت قریبی رشتہ داروں کے
 سوائے کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ درمیان آسٹریلیا کے ارنڈ اٹلیڈ میں
 ہر آدمی کا ایک چرنکا ہوتا ہے اور اس چرنکا کا نام صرف بچہ
 کے ماں باپ کو معلوم رہتا ہے یا چرنکا کی حفاظت کرنے والے اس
 آدمی کو جو بستی سے بہت دور کسی جھونپڑی میں چرنکاؤں کو اپنے پاس
 رکھے رہتا ہے۔ شاید ہندو ذات میں بھی ختم پیر کیا بنانے کی ایک
 وجہ یہی ہو کیونکہ یہاں بھی ایک شخص کے دو نام ہوتے ہیں جن میں
 ایک کو جنم نام اور دوسرے کو پکارنا نام کہتے ہیں۔ انسان ذات میں
 کے علاوہ بعض مرتبہ خدا کے نام یا فوق فطری قوتوں سے متعلقہ الفاظ
 جیسے یا نتر بھی بہت راز میں رکھے جاتے ہیں۔ گرو چیتا یا جادوگر
 اس جنید کو صرف اپنے چیلوں یا شاگردوں کو بتاتا ہے۔ دوسرے
 اس سے کسی طرح واقف نہیں ہو سکتے کیونکہ راز کی یہ بات کر سب
 کو معلوم ہو جائے تو ان کے خیال میں اس کا راز ختم ہو جاتا ہے یا
 فوق فطری قوت پر اس کے برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
 نتر بتانے وقت یا گرو فتر دیتے وقت دشمنوں کے نام نہ لے کر
 یا گرو چیلے کے کان میں آہستہ سے کچھ کہتے ہوئے چھوڑتے ہیں۔
 چونکہ جادوکن ان دونوں قسموں میں غلط قسم سے قبیلوں
 میں یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ انسانی جسم سے علمی حسی یا فطری قوتوں کا

تعاون یا کچھ نہ کچھ ناتارشتہ برابر باقی رہتا ہے، یا ایک قسم کی
 ہمدردی اصلی چیزیں اور اس کی نقل یا اس سے میں کھائی ہوئی
 چیز کے درمیان برابر باقی رہتی ہے، اس لئے ان دونوں جادو
 کی باتوں کو، *sympathetic magic* کا نام دیا جاتا ہے
 دوسرے لفظوں میں، *sympathetic magic* کی دو قسمیں
 ہوتی ہیں جادو اور تنجیس جادو ہیں۔ جادو کی یہ دونوں قسمیں
 علمیہ غلطیہ اور اکثر اوقات مل کر کام کرتی ہیں۔ مثلاً کسی انسان کو
 نقصان پہنچانا ہو تو اس کے کسی پہنے ہوئے کپڑے کا ٹکڑا لیکر اس سے
 پتلی بنائی جاتی اور اس میں سوئیاں چھو دی جاتی یا اس کو دھندلایا
 جاتا ہے جہاں تک کپڑے کا تعلق ہے یہ *Contagious*
 کیٹجس جادو ہوا اور نقلی طور پر اس سے یعنی پتلی سے بدلہ لینے کی بات
 تو یہ *Imaginal Magic* کہلاتا ہے یا ہونیو پتلی جادو ہوا۔

فوق فطری قوتوں پر قابو لانے کا ایک اور طریقہ ان سے
 مست سجادت کرنا اور ان تک پہنچنے کی کوشش کرنا بھی سمجھا جاتا ہے۔
 اس طریقہ میں فطری قوتوں کو مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں منایا جاتا
 ہے۔ اس کے لئے لوگ کبھی تو انہیں خوش کرنے کے لئے قربانیاں دیتے
 ہیں، کبھی عبادت کرتے اور میرا تحننا کرتے، آرتی اتارتے، شاکہ انگ
 دندوت پر نام کرتے، تاک زگڑتے یاؤں پڑتے، پیسہ کرتے،
 سادھی لگاتے، کر دی سے کر دی جسمانی و روحانی ایذا میں برداشت
 کرتے اور بعض لوگ اسی میں اپنی جان کی قربانی دینے کو تک تیار
 ہو جاتے ہیں کیونکہ یہی انکی اصلی خوشی ہے۔ اسی میں ان کا نرد اچھا ہے

باب (۸)

خام تہذیبی آرٹ

(Primitive Art)

انسان حسن پرست ہے اور جو حسن پرست نہیں وہ کم کم حسین چیزوں کو ضرور پسند کرتا ہے۔ ایک حسین چیز اس کے دل پر ذاکئی اثر چھوڑ جاتی ہے۔ وہ انسان نہیں جو حسن دیکھ کر بے پروا ہو جائے۔ نہ کچھ کر داندہ دے۔ نہ کرخت آواز دے وہ پسند کرتا ہے، نہ برعزہ چیزیں اس کے دل کو بھاتی ہیں اور نہ بھدی و بری شکلیں اس کے سنا کو بھاتی ہیں۔ وہ اپنی ہر چیز میں ایک نرزاکت، ایک حسن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ پرانی چیزوں میں تبدیلی کرتا رہتا ہے اور اپنی ہر نئی چیز میں ایک نمایاں دستخط چاہتا ہے۔ شاید ہی وجہ تھی کہ اس کی ہر خواہش کو کوشش کے روپ میں تھا ہر موی، کوشش نے

حکلی جامہ پہنا اور انسان جانوروں کی منزل سے آزاد ہو کر
 اشرف المخلوقات کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ اپنی کوشش و جست سے
 انسان نے کھیت باغبانی و صنعتوں کو سامنا کیا، ضروریات
 کی بجائے نئی سے نئی اعلیٰ سے اعلیٰ چیز وجود میں آئی۔
 اگر نذول کی مختلف چیزوں کا مطالعہ کریں تو ہم چند حقائق
 بتائے اخذ کر سکتے ہیں۔

(۱) وہ آبادیاد و مری قسم کی چیزیں اپنے
 ضرورت و فائدہ کے اظہار کے لئے سببوں کی جاتی ہیں جیسے جناشا، پھل
 آواز، شکل اور نمونہ، جاتی اور پھل پھل زنگہ، چینی تھوڑے
 پتوں اور دیگر (۲) فنون میں مہارت و جانکاری کا ایک سلسلہ و رشتہ
 ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ ہوتا ہے ان میں مہارت اور ایسا ایسا زنگہ ہوتا
 ہے جسے برص، کوئی چیز یا فن اور فنکار ہوتی ہے جبکہ یہی فن
 سماں کو پہنچ سکتا ہے (۳) جن میں اپنے فن میں مہارت اور خصوصیات
 ہوتی ہیں وہ جیسے کھلی یا اپنے فن کو ترقی دینے کو چاہیں کر سکتے ہیں
 یہ جان پر مہارت یا سہولت کی دستان میں آکر ٹھٹھکا ہوا ہوتا ہے
 میں کچھ ہوتے ہیں اور ان کی مشق کر سکتے رہتے ہیں۔
 نام ترقی سماں میں آکر ان کے فنوں کو ترقی دینے کی ضرورت ہوتی ہے
 (۱) وہ مہارتیں جو ترقی دینے کے لئے ہوتی ہیں۔

۱) وہ مہارتیں جو ترقی دینے کے لئے ہوتی ہیں۔

(۲) وہ مہارتیں جو ترقی دینے کے لئے ہوتی ہیں۔

General Literature

دلف بولی کی حد تک محدود دہی یا لوگوں کو کوئی نہ پڑھنا نہیں آتا تھا یا پڑھنا چاہتا
 پر لوگ بھی پڑی چیزوں سے کم ناکدہ اشیاء لے سکتے تھے۔ اس لئے کہانی، قصہ، کہیت
 کہاوتیں اور پہیلیاں لوگ یاد کر لیتے تھے۔ جس طرح رسوم و رواج اور
 روایتیں نسل در نسل لوگوں کے پاس آ جاتا اور بعد اسے بچتے چلتے آتے
 اسی طرح شجائے غمت کے نقشے اور کہانیاں، لوگ گیمتہ اور لوگ
 کہتے ہیں بھی جانتے اپنے بزرگوں سے سنتے اور انہیں یاد رکھ لیتے
 تھے یہی طریقہ آج بھی اکثر سماجوں میں نظر آتا ہے۔ ہر سماج
 کے ادیب کا ایک ایسا حصہ بھی جو تہذیب و تمدن کے
 بے باپ دادا سے بہت سی باتیں سنتے، انہیں یاد رکھ کر اپنے
 موقع پر موقع ان کا ذکر اپنے بچوں کے سامنے کرتے رہتے ہیں۔
 قریب ادیب جو کہ صرف مسیحا بنے ہوئے نہیں بلکہ ان کے
 اذکار ادیب کے نام سے موسوم ہیں۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی وہ کہ وہ ہر دور کے
 و تحسین و اقدار کو بچوں کا بیان کر سکتے ہیں۔ کہتے ہیں۔
 ایک شخص دو دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ مسئلہ ہمارا ہے۔ اور
 ہن جاتا ہے۔ نہ دوسری صورت وہ ہے جس میں زمانہ کے
 کوئی شخص وقت بوقت ہوتا ہے۔ مثلاً کہ اگر کوئی
 ہنکار اس میں رنگ و روایت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔
 ہنکار ہوتا ہے ہنکار ہوتا ہے ہنکار ہوتا ہے۔
 ہنکار ہوتا ہے ہنکار ہوتا ہے ہنکار ہوتا ہے۔

کیونکہ اس پر تحقیق کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ (اورل) زبان
ادب میں سب سے پہلے (دیا آریہ) دیوتاؤں کو دخل ہے۔ دیوتاؤں
اور عظیماتی قصے، معرفتی کی اپنی ساری کائنات کے وجود
میں آنے، انسانوں کے پیدا ہونے اور ان کے دیوتاؤں سے تعلقات
کا اظہار ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں میں ہر مذہب کا ایک اہم پہلو
ہوتے ہیں۔ مذہبی قصوں کو سن کر لوگوں میں اعتقاد قوی ہوتا جاتا
ہے۔ معرفتی کی اپنی کے کتنے ہی قصے ہر قبیلہ میں ملتے ہیں۔ جادوگری
کے قصے، ٹوٹی قصے، دیوتاؤں کے آپسی جھگڑوں کے قصے، دیوتاؤں
و انسانوں کے تعلقات کو ظاہر کرنے والے قصے اتنے دلچسپ ہوتے
ہیں کہ سننے والے اگر بھی خیال نہ بھی ہوں تو محو رسی ویر کے لئے اس میں
ضرور غور ہو جاتے ہیں۔

دیوتاؤں کے علاوہ لوگ کھاس (Males) بھی (اورل) ادب کا جزو ہوتی ہیں۔ یہ قصے کسی شخص کی شجاعت کی
دراستان ہوتی ہیں، کسی عاشق و مہر کی کہانی، محبت کی کوئی داستان
کو کسی سوتیلی ماں کا بچہ کے ساتھ برے دیوتاؤں کا قصہ۔ ایسے تمام
قصوں میں سب سے اہم جزو کہانی کا
ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کہانی کا (Central Idea)
بنیادی خیال کیا ہے۔ عام طور پر قصے کے دو پہلو ہوتے ہیں، اچھا اور
برا۔ قصہ کہنے اور سننے والے ہمیشہ اچھے پہلو کے طرفدار ہوتے اور
دوسرے کو بہت زیادہ برا ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انداز
بیان بھی سننے والے پر بڑا اثر ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے یہ کہنے

پر منحصر ہے کہ وہ سننے والوں کو ہنسائے، رولائے یا اس کے جذبات کو اس طرح بھڑکائے کہ وہ بیچ بیچ میں زار دینے لگے یا غم و غصہ کا اظہار کرنے لگے۔ تقریباً تمام ملکوں میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ایک ہی قسم اور نوعیت کے بہت سے قصے ملتے ہیں۔ مثلاً پریم کی کہانی میں *mal Triangul* کو دخل ہوتا ہے۔ ایک مرد کے دو چاہنے والے، ایک عورت کے دو چاہنے والے مرد اور عورت میں پریم کے باوجود تیسرے شخص کی مخالفت و غبرہ قصہ میں شروع سے آخر تک دو دو طرف محبت کی آگ سلگنے کی داستان، ایک کی مستقل محبت یا ایک طرف توافل اور دوسری جانب کی بے چینی و تڑپ، اپنے نشاء کو حاصل کرنے کیلئے مشکل سے مشکل مہموں کو سر کرنا ان سب کا بیان ہوتا ہے۔ کہیں کسی شجرہ کی محبت کسی لڑکی کے ایک پیر کی جوتی کو دیکھ کر شروع ہوئی ہے جو اتفاق سے چھوٹ گیا تھا یا خوب میں تھراؤ کسی عین پریم کو دیکھتا ہے اور بس بے چین ہو کر دو سرے روز سے صدمہ کرتا ہے کہ اسی سنے کی لڑکی سے شادی کر لگا۔ وہ مشکل سے ٹکر پھر بھی تمام قسم کی صعوبتیں برداشت کرنے کو تیار ہو جاتا ہے، بالآخر کامیاب ہوتا ہے۔ بعض دفعہ عورت کی بے ایمانی کا تذکرہ ہوتا ہے اور کبھی مرد کی بے رخی کا۔ عورت اپنے مرد سے چھٹکارا پانے کے لئے سٹوہر سے پوچھتی ہے کہ اس کی جان کس چیز میں ہے۔ سٹوہر کہتا ہے اس تلوار میں جو ہمیشہ اس کے پاس رہتی ہے جس میں وہ کالی ہو جائے گی وہ مر جائے گا۔ ایک روز مرد کے سو جانے کے بعد

[illegible]

بھی عام طور پر کامیاب ہونے والے ہوتے ہیں۔ جانیب کا آدمی ہی ہوتا
 ہے۔ جو مختلف قسم کے مختلف قسم کی چیزیں سمجھتا ہے۔
 ہر قسم کے کاموں کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کا تعلق ہے کہ
 کوئی شے اور وہاں کیا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر قسم کے
 قصہ کسی پرانی یا نئی کہانی کے ساتھ کہہ سکتا ہے۔ کسی ایسی کہانی
 بیان کہ سب کو باندھ لے۔ کسی ایسی کہانی کی تعریف کہ آدمی
 لگا لے تو اس پر ہر قسم کے کوئی نہ ہو۔ اور یہاں جو آدمی کہہ نہ
 کرے اور مارنے میں مدد دیں، ایک سونے کا محل جس میں کوئی
 راجہ بہرا ہو، تمہیں چاندی کی پیڑیاں جس کو اشرافیہ
 ہوں اور ایک تین پرانی انہیں کاٹ رہی ہو۔

لو کہ قصہ گوئی کے علاوہ باقی اہمیت میں ایک گیتوں
 (کہ جو کہ وہ کہہ سکتے ہیں) کو بھی وہ فعل ہوتا ہے یہ گیت
 مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ مذہبی بھی، سماجی بھی۔ خوشی کے موقعوں
 پر اور غمی کے وقت میں بھی گیتوں میں کسی قبیہ کا ارتقا بیان
 کیا جاتا ہے یا دیوتاؤں کی لڑائیاں اور کارنامے یا دیوتاؤں
 کو منانے کے لئے بھی گیت گائے جاتے ہیں۔ سماجی گیتوں میں
 پیدا ہونے سے بیکر مرنے تک کے مختلف رسومات کے موقعوں
 پر گائے جاتے ہیں۔ گیت ہوتے ہیں۔ بچوں کے بچانے اور منانے
 کے گیت، پریم کے گیت، مذاہرہ گیت جو سہمی سہمی، زبرد
 ہوا، ساریوں اور مانیوں کے لئے گائے جاتے ہیں۔ ان میں گیت

دینا اور سننا جائز ہوتا ہے۔ موسمی گیت جو بارش کے موسم میں
 جھولاجھولتے وقت یا بہار کے وقت یا بیج بونے یا کاٹنے کے
 وقت گائے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کے رسومات میں بھی گانے
 گائے جاتے ہیں اور سب سے آخر میں مرنے کے بعد افسوس کے
 گیت بھی گائے جاتے ہیں جس میں دینا اور اس زندگی کو چھوڑنا
 بتایا جاتا ہے اور نیکی کے راستے اختیار کرنے کی ہدایت ہوتی
 ہے کہ آخرت میں اس کا بڑا پھل ملے۔

کہاؤٹیں اور رستے *And the road is long*
 کسی قبیلہ کے رہائشی ادب کا آئینہ ہوتے ہیں۔ کہاؤٹوں میں سچائی
 ایسا ندی اور نیکی کی ہدایت کی جاتی یا ان میں کوئی تجربہ
 کی بات بتائی جاتی ہے۔ نسلوں یا پہیلیوں میں مذاق چھپا ہوتا ہے
 اور عقلمندی اور شکاری جاننے کے لئے پہیلیاں پوچھنے کا طریقہ
 خام تہذیبی سماج سے لیکر تقریباً ہر سماج میں نظر آتا ہے۔

گائوں میں راگ، تال، سُر
 اور گانے کے ساتھ بجانے والے
 اوزاروں کو بڑا دخل ہوتا ہے

دوسری اور نتائج

موسیقی اور ناچ

نکڑی بالسن، دمحات یہاں تک کہ پڈیوں کے بنائے ہوئے،
 بعض باجے، بانسریاں، یا بجائے جانے والے دوسرے اوزار
 ہوتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں قسم قسم کے باجے ہوتے ہیں جنہیں
 گاتے وقت بجایا جاتا ہے۔

ناچ بھی ایک آرٹ ہے۔ خام تہذیبی قبیلوں اور

مختلف اہم نمونے جو عام تمدنی قبیلوں میں نظر آتے ہیں، ان کا تذکرہ ضرور

Painting نقاشی

اندازہ لگایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے آگے جنگ میں ہزار سال پہلے تصویر کاری کی ابتدا ہوئی۔ فن کاروں کا خیال ہے کہ پہلے پتھر جگ کے آخری دور میں اور آگنیش عہد میں تصویر کاری کے بڑے اچھے نمونے بن گئے تھے۔ کہہ نہیں سکتے کہ یہ تصویر کاری جو اسپین اور فرانس کے اکثر غاروں میں نظر آتی ہے، کس مقصد کے تحت کی گئی تھی۔ چند کا خیال ہے کہ دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بعض تصویریں اتاری گئی ہوں گی۔ بہر حال تصویر کاری کے اچھے نمونے اس زمانہ میں ملتے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ فن دیواروں یا دیواروں پر چٹانوں تک محدود نہیں رہا بلکہ تصویر کاری درختوں کے تنوں پر پتھروں پر موسیقی کے آلات اور باجوں پر اور روزانہ کے استعمال میں آئیوانی اور چیزوں پر بنائے جانے لگے۔ لاشی من قبیلہ میں پتھر کو کھود کر رنگ بھرنے کا طریقہ نظر آتا ہے۔ بعض آسٹریلیوی قبیلوں میں درختوں کے تنوں اور چٹانوں پر تصویریں اتاری جاتی ہیں جیسے درختوں کے پتوں اور ماکرہاروں میں کالی مٹی سے دیواروں کو ایسے کہ ان پر قسم قسم کے پتوں سے اتارنے اور لال مٹی سے رنگ بھر کر نمائش و خوبصورتی پیدا کرنے کا طریقہ موجود ہے۔

حضرت اشی اور مکردی کے کام | حضرت اشی اور مکردی کے کام کافی
مکمل ہے۔ یہ اکثر قبیلوں میں نظر آتا ہے۔
مکمل ہے۔ یہ اکثر قبیلوں میں نظر آتا ہے۔

مکمل ہے۔ یہ اکثر قبیلوں میں نظر آتا ہے۔

استعمال کیا جاتا ہے۔ اسٹریلیا، ہیوا، اور کیلیفورنیا
 کے پولوانڈین بروں کو قسم قسم کے رنگوں سے رنگا۔ کر خاص
 خاص رسموں کے موقعوں پر انہیں پہنتے ہیں۔

Education in Punjabi Society

۱۳۵

پاس (۹)

زبان اور تحریر (Writing and Language) انسان ایک سماجی حیوان ہے۔ جس کے ساتھ مل جل کر رہنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو سمجھے اور اپنی شخصیت دوسروں کو واقف کرائے۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اگر بول چال کا طریقہ نہ ہوتا، اگر زبان نہ ہوتی تو انسان انسان کو سمجھنے میں کتنی قحط نہ ہو ہی ہوتی۔ مختصر یہی دیر کے لئے اگر ہم اپنے آپ کو ایک غماز یا ایک گوز کا آدمی تصور کریں تو اس میں مثل کا اندازہ ہم آسانی سے کر سکتے ہیں جو بات چیت نہ کرنے والوں کو پیش آتی ہوگی۔ گفتگو کا آرٹ نہ ہوا ہوتا تو انسان نہ تو اپنے خیالات کا ایک طور پر اظہار کر سکتا تھا نہ احساسات کو واضح طور پر بیان کر سکتا تھا۔ اس کے منشاء اور مطلب کو سمجھنا، سمجھنے والے ہونا بڑا دشوار ہو جاتا۔ نو بیوی کی ابتدا اور ہم انسان کو اس شکل سے نجات مل سکی۔

زبان کی ابتدا زبان کی ابتدا کیوں ہوئی؟ اس بار سے میں مختصراً کتب خیالی کے لوگ ملتے ہیں۔ مذہبی اعتقاد رکھنے والوں کا خیال ہے کہ جس طرح خدا نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے انسان کو زبان بھی سکھائی۔ چنانچہ مختلف مذہب والے اپنی بھاشاؤں کو "دیودانی"، "اللہ کی زبان" یا "برتاؤں"

کی حیثیت کا نام دیتے ہیں۔ یہ بھائیائیں انسانوں نے دیوتاؤں
سے سمجھیں یا پھر انہوں نے خدا سے حاصل کر کے انہیں انسانوں تک
پھیلایا۔ یہ سب کچھ خیال ہی عام ہے کہ پر مانتے سب سے
پہلے ان کی ذہنی نورانی طاقت کو اور ان کی بولی کو پیدا کیا اور
بعد میں پوری دنیا و کردار میں آئی۔ اس بات کو ماننا پڑتا ہے کہ
اس خیالی کے لوگ اب تک چلے جا رہے ہیں۔

بعد ازاں ایک کتبہ پڑھا کہ پہلے پہل انسان اشاروں سے کام
لیتا تھا۔ مختلف قسم کے اشارے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے
استعمال کرتا تھا۔ یہ سب طریقہ بھاری رہا اور انسان اس
میزان پر پہنچا کہ ان طریقہ میں کچھ سمجھنے میں بڑی مشکل پیش آتی
گئی۔ اس لئے سب لوگوں نے مل کر بولی کی ابتداء کی۔ کیا انسان تاج
میں "معاذہ معاشری" کی طرح جب کہ انسان اپنی "خوش خلقی" یا
"بدا خلقی" سے تنگ آ کر آپس میں ایک حکومت کے تحت ہونے
کے لئے کیا تھا، ایسا دن بھی آیا کہ سب نے مل کر ایک بولی
کی ابتداء کی۔ اس بات کو ہماری عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔
تیسرے خیال کے لوگ بھی ہیں کہ انسانی کتبہ سے کہ جانوروں اور
پرندوں کی آوازوں سے لفظ بنے۔ کوئی بھی "کو کو" سے گویا کوئی
سدا لفظ بنا۔ گو سے کہ کوئی کائنات یا کردار سے "سدا" سے
اور کہ سے کہ لفظ بنے۔ اسی طرح مکھیوں، پتلیوں اور
بلیوں کی آوازوں سے "بلیو" بنا، جنگھار اور میاؤں سے
شبد "سان" بنے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان غم

میں انسان اشاروں سے کام لیتا تھا اس کے بعد اپنی ضرورتوں کے مطابق کبھی جانوروں کے آوازوں کی نقل کر کے اور کبھی اشاروں کے ساتھ سنا دیا آوازیں کرتے ہوئے مختلف الفاظ اس نے بنا اور رفتہ رفتہ ان کی ایک خاص بولی بن گئی۔ جس طرح بولنے سے پہلے انسان نے کاٹتا سیکھا اسی طرح حروف سے پہلے انسان نے الفاظ بنائے۔

تحریر کی ابتدا | جس طرح زبان کا ارتقا ہوا اسی طرح تحریر کا ارتقا بھی ہوا۔ اکثر ماہروں کا خیال ہے کہ یہاں بھی اشاروں اور نشانیوں سے شاید تحریر کی ابتدا ہوئی۔ شکار کرنے میں کامیابی حاصل کرنے پر، یا لڑائی اور جنگ کے بعد قبیلہ والے خاص خاص نشان یا دگر کے طور پر بنا دیتے تھے۔ ابھی مرتبہ کسی مشہور سردار قبیلہ کی بہادری کی خوشی میں یا اس کی موت پر یا اس کے احسان ماننے کی خاطر بھی یا دگر کی نشانیاں بنائی جاتی تھیں اور کبھی کبھی اپنے ہتھیاروں، آوازوں اور برتنوں کی پہچان کے لئے خاص قسم کے نشان مختلف چیزوں پر بنا دیے جاتے تھے۔ یہی خاص خاص نشانیاں بعد میں تصویری تحریر کی بنا بنیں۔

جس وقت تک تحریر کی ابتدا نہیں ہوئی لوگوں کے لئے اپنے رسومات اور قصوں، دیو مالوں اور بہادری کی داستانوں کو یاد رکھنا ضروری تھا۔ نسل در نسل کہاوتیں، پٹیلے، پہلیاں، شجاعت کے قصے، لوک گیت، لوک کہانیاں اور ریتی رواج کے

طریقے، یہاں تک کہ قاعدے قانون اور روایتیں سب یاد رکھ لی جائیں اور موقع بے موقع ان کا استعمال ہوتا تھا، وقت اور قیود کا اظہار دھماگوں میں گامٹھیاں ڈال کر کیا جاتا یا لکڑیوں پر کھاٹ بنا دی جائیں۔ آہستہ آہستہ چمڑوں، چھال، لکڑی، مٹی، مٹی اور پتھر پر تصویروں کے خاص خاص نمونے بنا کر انسان نے اپنے خیالوں کا اظہار شروع کیا۔ شروع میں، معمولی قسم کی لکڑیوں سے تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ امریکی ہندوستانی اس فن میں اتنے ماہر ہو چکے تھے کہ جنگ اور امن کی باتیں چند خاص تصویروں کے نمونے اتار کر کرتے تھے۔ میکسیکو کے ^{میکسیکو} قبیلہ میں کتنی بکھتے وقت ایک کے لئے تکتے، یا سب کے لئے ڈنڈا، بیس کے لئے چھنڈا چار سو کے لئے درخت اور آٹھ ہزار کے لئے ستھیلے، کی تصویریں اتاری جاتی ہیں۔ اس طرح اگر ۸۸۸۸ کا نمونہ بکھنا ہو تو ایک تھیلے، دو درخت، چار چھنڈیوں، ایک ڈنڈے اور تین تکتے اتارے جاتے بہر حال پرانی دنیا کے لوگوں نے تصویروں کے ذریعہ اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کیا ہے لیکن گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ، بہت سی تصویریں بتاؤ ہو گئیں یا اتنی معلوم پڑ گئیں کہ ان کا بکھنا دشوار ہو گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اکثر تصویریں پکنی مٹی پر بنائی گئی تھیں، ان تصویروں کے بنانے میں لکڑی کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ مصر اور بابل میں حضرت عیسیٰ مسیح نے چار ہزار سال پہلے تک یہ زمانہ رہا۔ پرانی دنیا کے لوگ

اس طرح کام میں لاتے تھے کہ بعض مرتبہ تصویروں کے صحیح منظر و
مطلب کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مصری، سائے اور چینیوں نے اس کے آگے ایک اور قدم بڑھایا
جس کو *conventionalizing the picture* کہتے ہیں۔ کسی چیز کا کوئی
حصہ اس پتھر کے لئے اتارا جاتا تھا جس کی شکل کیلئے اسے سنگ اتار دیتے ہیں

آپ کو پتھر کے لئے ایک دائرہ کے بیچ نکتہ بنا دیا جاتا تھا، قبیلہ کے سردار
کے لئے سر کی تصویر، اتاری جاتی اور ایک گارڈ کے اظہار کے لئے
مختلف اندازوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ اس طرح ایک
سے زیادہ تصویروں کو ملا کر بڑے بڑے الفاظ بنا لئے جاتے

تھے۔ اس قسم کی تحریر کو *hieroglyphic writing* کہتے ہیں

قدیم زمانہ کی مصری تحریریں پتھر میں کھدی ہوئی یا قلم یا برش سے

papyrus کے گودے پر بھی ہوئی ملتی ہیں جن کو

میسیکو کے مایا، آزٹیکوں (*Aztecs*) کے ہاتھوں برباد ہونے

سے پہلے اسی سکھاؤٹ کو ترقی دیر سے تھے۔ مصریوں، بابلیوں

اور چینیوں میں یہی طریقہ رائج تھا۔ چینی زبان کا رسم الخط اسی

سکھاؤٹ کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس قسم کی تحریر کو *hieroglyphic*

writing کہتے ہیں۔

بابلی (*wedge shaped stylus*)

سے نرم مٹی کے اینٹوں پر لکھتے ہوئے (جو بعد میں آگ پر تپای

جاتی) ایک خاص سکھاؤٹ کی ایجاد کرنے میں کامیاب ہو سکے

جس کو *cuneiform writing* کہتے ہیں۔

۱) لاطینی لفظ *Wedge* بمعنی (wedge) اسکی کے بعد حروف کی
ابتدا ہوئی۔

کہتے ہیں کہ حروف کی ابتدا جو پہلے مصرعوں سے مطابق
تھی، اصل میں وہ ایسی تھیں جیسے کا کار نامہ تھا۔ *Wedge*
کے بجائے کوئی اور حرف وغیرہ آوازوں میں گم کیا گیا اور پھر
آواز کے ایک ایک حوض بنایا گیا۔ ان حوض کو بڑھ کر کوئی لفظ
بھی بنایا جاسکتا تھا۔ اگر *Wedge* حوض بنایا جائے تو
ابجد نگاروں کا طریقہ یہی تھا کہ تقریباً تمام لکھوں میں رائج ہے۔
زبان کی گروہ بندیوں | جو طریقہ کہ ان کی آبادی میں
ان کا تعلق کرنا مشکل ہوتا ہے اسی

طرح لکھوں زبانوں میں ان کے علاوہ گروہ بنانا بھی
لا مشوار ہے۔ بعض مرتبہ ہر زبان میں الفاظ کا لہجہ ہوتا ہے۔
کہیں ایک ہی قسم کے لفظ عام ہیں، کہیں لفظ کی بنا و بنا ایک ہی
ہے مگر بولی میں فرق ہے۔ بھاشا بھاشا ستریا لسانیات کے ماہروں
نے چند خاص طریقوں سے دنیا کی زبانوں کو مختلف گروہوں میں
فاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک چیز ان کے دھیان میں یہ رہی
ہے کہ رشتوں اور سمبند ہوں کے نام یا رشتہ کے اسمعراں
میں آنے والی چیزوں کے نام اگر کئی زبانوں میں یکساں ہوں
تو ان کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً سنسکرت
ہین، گریک، جرمن، پرائی انگریزی، انگریزی اور فارسی
میں ماں، باپ، بھائی وغیرہ جیسے الفاظ میں ایک قسم کی مشابہت

پائی جاتی ہے۔ اس لئے ان سب کا ایک ہی خاندان مان لیا گیا ہے
 اسی طرح صرف دو گرو اور قوا عد کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے اور جہاں
 یکساںیت نظر آتی ہے، اس بات کا قوی شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ
 ان کا تعلق ایک خاص گروہ بزرگی سے ہے۔

زبانوں کو چھ سات بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے
 جن کی تفصیلی میں گئے بغیر صرف نام گناہینا کافی ہو گا کیونکہ اس کا
 تعلق راست ہمارے مضمون سے نہیں۔ بھاروی، سامی، ہائی
 یورال انڈائی، دراوڑی، چینی خاندان، قفقازی، ہندو وغیرہ
 اس کے علاوہ جزائی تقسیم کے اعتبار سے بھی بڑی گروہ بندیاں
 بنائی جاتی ہیں۔ (۱) امریکہ (۲) پیٹکس جہا سمندر (۳) افریقہ

(۴) یوریشیا

ہندوستان کی زبانیں | ہندوستان کی زبانوں کو چار بڑے خاندانوں
 میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۱) ہند کی یورپی

(۲) آسٹریلی ایشیائی (۳) دراوڑی (۴) برہمی۔

ہند کی یورپی زبانوں میں حسب ذیل زبانیں شامل ہیں:-
 سندھی اور پنجابی، گجراتی، مراٹھی، اڑیہ، بنگالی، آسامی
 اور پھارسی زبانیں۔ یورپی زبانوں میں مراٹھی اور گجراتی انتہائی
 بول چال میں ہیں۔ اور اردو انتہائی بول چال میں ہندوستان (اردو)
 و ہندی، یورپی پنجابی، ماراٹھی اور گجراتی، کیرتھری میں اور پنجابی
 گجراتی۔ کیرتھری اور پنجابی بول چال میں انتہائی بول چال میں
 پرستے والے رنگ بولتے ہیں۔

آسٹریلی ایشیائی زبانوں میں کولریا اور زبانوں کا شمار

ہوتا ہے ان میں سنو خالی ہو، خاصی اور نکو باری زبانیں شامل
ہیں، یہ زبانیں مدھیہ بھارت میں اور اتر پوربی بھجاگ کی پیاروں
پر بسنے والے لوگ بولتے ہیں۔ ذرا وڑی زبانوں میں شامل، سنگلی
کنڑی، ملا یا لم، کولی، ماکو ڈاگی، ٹوڈا، کینما، گوند، کوند، ارادون
اور راج محل بھاشاں شامل کی جاتی ہیں۔ ذکری پوربی بھجاگ،
ساحل ملا بار، کورگ، نیگری، اتر پوربی اڑیہ اور رینگال کے
راج محل پیاروں پر بسنے والے لوگ یہ زبانیں بولتے ہیں۔ تال
بھاشا مدراس میں، سیلون کے اتری حصہ میں اور بلوچستان
کے برہات کے علاقہ میں بولی جاتی ہے۔

بتتی اور برنی یا سامی بتتی زبانیں سنگولوی گروہ سے
تعلق رکھتی ہیں۔ یہ صرف آسام اور نیپال کے پیاروں میں بولی
جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ گارو، لہ شای اور منی پوری بھاشاں
بھی ہیں۔ اور و زبانیں بھی ہیں جن کا شمار عام طور پر ہندی یورپی
گروہ میں ہوتا ہے۔ بہ دازوک اور ایرانی ہیں۔ پچی قوم،
ہے جس میں کشری بھاشا اور زوسری پچوئی زبانیں شامل ہیں
جو بھارت، ایراق، افغانستان کے درمیانی علاقوں میں بولی جاتی ہیں
ایرانی بھاشا کی نمایندگی پشتو اور بلوچی کرنے ہیں جنہیں اتر پچوئی
دھہ پر بسنے والے لوگ بولتے ہیں۔

قبیلوں کی زبانیں | بھارت میں بہت سی قبیلہ واری زبانیں
رہ چکی ہیں، بعض آخری سانس لے رہی ہیں اور
کئی اب بھی اپنی زندگی کے لئے کشمکش کر رہی ہیں۔ ان بھاشاؤں
کے زوال کی سب سے بڑی وجہ وہ ہندی میں ہے جس کی وجہ قبیلہ

لوگ اپنی ماویہی زبان کو سیکھ چکے ہیں۔ تجارتی اور سرکاری اغراض کی بنا پر اور اس غصہ کی رجحان کی وجہ سے بھی جو کم ترقی یافتہ میں اعلیٰ ترقی یافتہ لوگوں کی تقلید کے لئے ہوتا ہے۔ علاقہ داری زبانیں، قبیلوں کے زبانوں کی بند بے چکی ہیں۔ لہذا یہ برا منسلک سماجی انسانیت کے ماہروں کے سامنے یہ بھی ہے کہ کہہ کر ان زبانوں کو۔ مٹنے سے بچایا جائے کہ ان کے لوگ سہاہتہ کو بانی رکھنا چاہتے ہیں۔

قبیلوں کی تمام زبانوں میں سب سے زیادہ اہم گوندھی زبان ہے جس میں ایسے لاکھ لوگ ہیں جو اسٹاکہ بولتے ہیں تمام قوموں میں ہے کہ اسکا اپنا رسم الخط نہیں۔ دیوناگری نہیں کرنا چاہتے اور کہتے ہیں اب اس بھاشا کے سہاہتہ کو جمع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حیدر آباد سرکار نے کئی کتبہ میں چھپا کر اس قصبہ کے بچوں کی تعلیم کے لئے کافی سہولت پیدا کر دی ہے دوسری اہم زبان سندھی ہے۔ چھوٹا ناگپور اور قریب کے علاقوں میں بسنے والے آدمی باسکی یہ زبان بولتے ہیں۔ یہ کئی بولیوں میں مشتمل ہے جس میں سب سے زیادہ اہم کھرواری کو ہے۔ سنغال، بھوٹ، لکھا، کورکو، کول، ہو، اسراور کو روا اسی بولی کی شاخیں تصور کی جاتی ہیں جو وانگ زبان بھی دکن کے بعض علاقوں میں بولی جاتی ہے، کڑکی اور اون قبیلہ کی زبان ہے، کولی زبان کو اڑیسہ کے تمام تہذیبی بولتے ہیں۔ اریا زبان کی ساتھ والی زبانیں سروا اور کرم بان ہیں کہ جو کھرواری سے متعلق ہے مگر جو قبیلہ کی زبان ہے۔

آسام میں کھاسی، گارو اور ناگاؤں کی علیحدہ علیحدہ بولیاں ہیں۔ ناگا زبان کی کئی شاخیں ہیں جنہیں آسام کی پہاڑیوں پر

بنے والے لوگ بولتے ہیں۔ ان زبانوں کے علاوہ ٹوڈا،
 بھیلی، کولم، نایک پوڈی، کو یا جیسی زبانیں بھی ہیں۔ جن کی
 گفتی کی جائے تو لگ بھگ ڈھائی سو سو جاتی ہے۔

قبائلی نظم و نسق میں انسانیت کا حصہ

(Part Played by Anthro-
pology in the Tribal
Administration)

ایک عرصہ تک قبیلوں اور آدمی باسیوں کی تحقیق اس مقصد سے کی جاتی رہی کہ ان کی معاشرتی تنظیم اور سماجی حالات کا پتہ چلایا جاسکے۔ بعض لوگ قبیلوں کی دلچسپ سماجی تنظیم، لوگ گیت اور لوگ کہنا دن کو بڑے شوق سے پڑھتے ہوئے انہیں من گھڑت باتیں، قصے اور روایات چیزیں سمجھتے تھے۔ مگر جیسے جیسے لوگوں کو معلوم ہوا کہ قبیلوں کی تحقیق کا مقصد ان کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا اور ان سے لوگوں کو اور خاص طور پر حکومت کو واقف کرانا ہے تو قبیلوں سے دلچسپی بڑھنے لگی۔

قبیلوں پر لکھی ہوئی کتابیں اب صرف سفر کی داستانیں بن کر نہیں رہیں بلکہ آہستہ آہستہ انہوں نے علم کی صورت اختیار کر لی۔ عام تمدنی قبیلوں پر تحقیق کر کے ان سے باہر امتدادی زمانہ کے انسانی تمدن کی نوعیت کا اندازہ کرنا آسان ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود انسانیات کے علم کی حیثیت بہت دنوں تک علمی و نظری ہی رہی۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لوگ اس علم کا مطالعہ کرتے اور ان آدمی باسیوں کے مختلف رسوم طریقے، قاعدے، قانون پڑھ کر تعجب میں پڑ جاتے کہ کس مقام سے انسان ترقی کے زینے طے کرتے ہوئے آج کس منزل پر آ پہنچا ہے۔ مگر جیسے جیسے محققوں کی تحقیقوں سے حکومت کو قبیلوں کے تمدن کے بارے میں واقفیت ہوئی، حکومتوں کا رجحان اس جانب بڑھتا گیا کہ انسانیات کی مدد سے کیوں نہ قبیلوں کے مسئلے حل کئے جائیں کیونکہ ایک انسانیت محقق جتنی بہتری کے ساتھ قبیلوں کے مسئلوں کو سمجھتا اور ان کے حالات کے بموجب ان مسائل کے حل کرنے کی رائے حکومت کو دے سکتا ہے، اتنا شاید ہی ایک حکومتی عہدیدار آسانی سے دے سکتا ہے۔ نتیجہ کے طور

پر نظری انسانیات کے ساتھ اطلاقی انسانیات (Applied Anthropology) کی اہمیت بڑھنے لگی۔ انسانیتی منکروں و محققات سے قبیلوں کے معاملوں کو طے کرنے، ان کے جھگڑوں کا انصاف کرنے اور ان کے مسئلوں کو حل کرنے کی تدبیریں نکالنے میں مدد حاصل کی جانے لگی۔

Welfare State ویلفیئر اسٹیٹ ہونے کی حیثیت سے، ہر حکومت کا یہ بھی فرض ہوا کہ ترقی و سدھار صرف شہروں و دیہاتوں کی حد تک محدود نہ رہے بلکہ ان دور دراز پہاڑیوں اور جنگلوں تک بھی اسی کی پہنچ ہو جہاں نام نہاد جنگلی جاتیوں بستی ہیں۔ انسانیات کے علم کا ایک بڑا مقصد یہ قرار

دیا کہ ان آدم جاتیوں (Adim Jatyans) یا خام تمدنی قبیلوں اور پچھڑی جاتیوں کے سدھار کے لئے کوئی عملی صورتیں نکالے اور ان کی خوشحالی اور ترقی کے لئے حکومت کو سچی اور نیک رائے دے۔ یہ بڑا مشکل سوال تھا کہ کیونکر ان کے سدھار کی اسکیمیں بنائی جائیں۔ بعض لوگوں کا خیال

تھا کہ ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ معاشی
 بہتری کی خاطر ان کے معاملات میں مداخلت بہت دخل
 دیں تو دیں ورنہ انہیں اپنی اصلی حالت پر
 چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ ترقی و سدھار کے کسی
 اصول کو ان پر منطبق کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ
 اپنے تمدن میں تبدیلیاں ہونے لگینگی اور تبدیلیاں
 ہوتے ہوئے ممکن ہے یہ اپنا تمدن بھلا دیں گے اور
 نئے تمدن کے سانچے میں دھسل جائیں گے۔ ایسے انسانیت
 محققوں کو اس بات کا خوف بھی تھا کہ اگر قبیلہ ترقی کرتے
 ہوئے حاتی کی شکل اختیار کر لے تو خام تمدنی حیثیت
 پر تحقیق کرتے ان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی
 ان کا یہ خوف ایک حد تک صحیح نکلا کیونکہ اکثر قبیلوں نے
 سدھار و ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے تمدن کی بہت
 چیزیں بھلا دیں۔ چند قبیلوں کی بھلائیاں جو بولیوں
 کی حد تک محدود تھیں، ترقی یافتہ آبادیوں کے میل
 کے ساتھ ساتھ، یہ بولیاں ختم ہوتی گئیں اور ان کی
 جگہ ترقی یافتہ آبادی کی زبانوں نے لے لی۔ بعض قبیلوں
 کی رسمیں، تاج، گانوں اور دوسرے طریقوں میں

بھی تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک پڑھے لکھے، نئے تمدن
 میں ڈھیلے قبیلہ کے آدمی کو پرانی چیزیں نہیں بھانے لگیں
 نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے سے زیادہ ترقی یافتہ آبادی کے
 ساتھ میل کھاتے ہوئے اپنے تمدن کو بھلا گئے۔

مگر یہ ایک فطری بات ہے کہ کم ترقی یافتہ اور غیر
 مستند قومیں، ترقی یافتہ اور مستند قوموں کی تقلید کرتی
 ہیں۔ اسی لئے اس خوف سے کہ کہیں ترقی و سدھار کی وجہ
 ان کا تمدن مٹ نہ جائے، انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا
 بڑی بھاری بھول ہے۔ ارتقا کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے
 ہر تمدن کو ان درجوں سے گزرنا پڑا۔ اگر یہ ترقی کرتے
 ہوئے اپنی فہم تمدنی حیثیت کو بھلا ڈالیں تو یہ ہمارا
 کارنامہ ہے نہ کہ غلطی اور بھول۔ اسی لئے انسانیات
 کے ماہروں میں اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حکومت
 اور سماج سدھار کوں کے لئے ضروری ہے کہ ان قبیلوں
 اور آدمی باسیوں کی ترقی اور سدھار کے لئے کوششیں
 کرے حتیٰ کہ وہ تمدن کی اس سطح تک آجائیں جہاں ہم پہنچ
 چکے ہیں۔

چنانچہ اسی مقصد کے تحت مختلف ملکوں میں قبیلوں

کے سدھار کی کوششیں شروع ہوئیں۔ افریقہ میں
 بلواسطہ حکومت (Indirect Rule)
 کا طریقہ اور متحدہ امریکی ریاستوں میں انڈینسٹ یا ایسی
 (Indian policy) کا آغاز ہوا۔
 ہندوستان میں بھی ۱۹۳۵ء کے قانون کی رو سے
 ایسے علاقوں کو جہاں قبیلے بستے تھے، Excluded areas
 اور partially excluded areas کا نام دیا گیا۔
 اور یہاں کے نظم و نسق کی ساری ذمہ داری گورنروں
 کے سپرد کی گئی۔ بھارت کی آزادی کے بعد آسام کو
 چھوڑ کر تمام ریاستوں میں بعض ایسے حصے مختص کئے گئے
 جن کی پریسڈنٹ کو سالانہ رپورٹ دینا گورنروں
 اور راج پرستوں کے لئے ضروری ہے۔ قبیلوں کی مشاورتی
 کونسل (Tribes Advisory Council)
 کے نام سے ہر ریاست میں ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے مینبر
 ارکان میں کم سے کم پندرہ کا متعلقہ قبیلوں سے ہونا ضروری
 ہے۔ ریاستوں کو چھوڑ کر آسام میں بلواسطہ حکومت کا طریقہ
 اب بھی رائج ہے۔ جہاں بھارت کا Autonomous Districts
 اور Autonomous Regions بنانے کی اجازت

دیتا ہے۔

حکومت کے علاوہ کئی سماج سیوک اور سماج
 رفاہی اور سماج سدھار سنتھان قبیلوں اور آوی بایو
 کے سدھار میں حصہ لے رہی ہیں۔ بھارتیہ آدم جاتی
 سیوک سنگم جس کے بانی سورگباش ٹھاکر پیاتھے اور
 جس کے صدر خود راشٹری، ڈاکٹر راجندر پرشاد
 ہیں کافی دلچسپی سے ایک عرصہ سے ان کے سدھار
 کے کاموں میں لگا ہوا ہے۔ اس سنگم کے علاوہ کئی
 سیوک سمیتیاں، سیوک منڈل اور تھکاری سنتھان مختلف
 ریاستوں میں بن چکی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

چیدر آباد کن میں بھی قبیلوں کی دیکھ بھال اور
 ان کی بھلائی کے لئے اسکیمیں بنائی گئیں۔ ڈاکٹر
 ہای من ڈارف نے بڑی محنت و جانفشانی سے کئی سال
 تک چیخوؤں و گوندوں میں رہ کر ان پر تحقیق کی اور
 ان کی ترقی کے لئے باضابطہ کام شروع ہوا۔ گوند
 کوہوں، لمباروں، چیخوؤں اور بھیلوں کے سدھار
 اور بھلائی کے لئے حکومت مسلسل کوشش کر رہی ہے۔
 راشٹریتا مہاتما گاندھی کے اصولوں کو پیش نظر

کہتے ہوئے کو یوں کی ایک نئی بستی "اشوک نگر" کے نام سے
 درنگل ضلع میں بسائی گئی ہے، کو آپریٹو اسٹور کھولے گئے
 ہیں، تقاوی (زرعی قرضہ) دی جاتی ہے تاکہ ہل بیل
 مکھاو اور زرعی آلات خریدے جاسکیں۔ امراباد کے
 چچوؤں کے لئے پہلے "چچو زرعو" (Chachao Reserve)
 کے نام سے ایک خاص حصہ مختص کیا گیا تھا جہاں انہیں
 ذرائع معاش کے لئے کشمکش کرنے کی آزادی دی گئی
 اب Collective farming کا طریقہ شروع کیا
 گیا ہے۔ امید ہے کہ چچو بہت جلد خوشحال زندگی بسر
 کرنے کے قابل بن سکیں گے۔ "Kumbhar" بخارو
 دامباڑوں کے لئے بھی بھلائی کے کام درنگل کے خوب آباد
 تعلقہ میں شروع کئے گئے ہیں۔ کو آپریٹو اسٹور بنائے
 گئے ہیں اور ان کی تعلیم کے لئے ان ہی کی بولی کوئٹری
 اپی دے کر پکھنے پڑھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ حکومتی
 مراعات سے گوئڈ آبادی میں پچاس فی صد سے
 زیادہ لوگ زمینات کے مالک بن چکے ہیں۔ اس کے
 علاوہ زرعی بنک اور Kumbhar Bank (اناج بنک)
 کھولے گئے ہیں جن سے یہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں

بہر حال سوشل سروس ڈپارٹمنٹ کی طرف سے نواسکیں
 بنائی گئی ہیں جنہیں حیدر آباد ریاست رو بہ عمل لارہی
 ہے۔ طبی امداد ذراعتی ٹریننگ، بیج، کھاد اہل بیل
 اور ذراعتی آلات کا فراہم کرنا اور جانوروں کی امداد
 اس پروگرام میں شامل ہیں۔ گوندھی بولی کو بھی پپی کی
 شکل دے کر کئی کتابیں چھاپی جا چکی ہیں اور تعلیم کا
 انتظام کیا گیا ہے۔ اسی طرح اورنگ آباد کے پھیلاؤ کے
 لئے بھی تعلیم کا انتظام کیا جا چکا ہے۔

غرض مختلف ریاستوں میں کی جانے والی ان تمام
 کوششوں کو دیکھ کر ہم یہ امید کرتے ہیں کہ غیر ہند
 زندگی گزار والی ان جاتیوں کو بہت جلد ہم تہذیب کے
 اونچے معیار پر لانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔



علم اللغۃ داکٹر عابد حسین

۱۵۵

بلیوگرافی

- Abid Hasan, Dr. (Tr): 'Itmul-Aqwam' (Urdu)
- Adam, Leonard : Primitive Art.
- Ashley, Montagu, M-F. An Introduction to
Physical Anthropology.
- Banerji, P. The Folk-Dance of India
- Boas, F (ed) General Anthropology.
- Brikitt, M-C. Pre-history
- Calverton. (ed) The Making of Man
- Clodd, Edward The Childhood of The
World
- Dubey, S-C. Dr. Anthropology:
The Study of Man -
Kamars.

- Dubey, S.-C.-Dr
Durga Bhagwat
Ehrenfels, U.-R. Dr
Frazer, Sir James
Gillim and Gillin
Haimendorf, C von
Furer. Dr
" " " "
Hammerton
Jacob and Stern
Kela, Bhagwandas
- Planning for The Tribes.
A Primer of
Anthropology
Matrilineal
Civilizations in India
Encyclopaedia of The
Social. Sciences
The Golden Bough -
Cultural Sociology
Notes on The Stone Age
in India -
(Man in India - Dec '48)
Chenchus
Practical Knowledge
for All (S.-K. B.)
An Outline of
Anthropology -
Hamari Adimjatiyan
(Hindi)

- Lowie, R. H. Primitive Religion
- " " " Cultural Anthropology.
- Majumdar, O. N. or Races and Cultures
of India -
- Majumdar. Elementary
Anthropology -
- Malinowski, B. Science, Magic, Reli-
gion and Myth in Pri-
mitive Society
- " " " The Dynamics of
Culture Change
- Murdock Our Primitive
Contemporaries
- Paul, A. F. Walter - Jr Race and Culture
Relations
- Piggot, Stuart Prehistoric India
- " " " The Races of Mankind
- Radin, P. Social Anthropology
- Sham Sunder, or Bhasha Vigyan (Hindi)
- Sollas, W. G. Ancient Hunters -

- Thomas, W. N. - Kinship and Marriage
in Australia.
- Westermarck, E. - A Short History of
Marriage.
- Wright, F. J. - The Elements of
Sociology -
-

انگریزی اردو مترادف

Acheulean	اشولین
Adibasi	آدی بادی (اصلی باشندے)
Adimjatiyan	آدم جاتیاں (تمام تمدنی نسلیں)
Alphabetical Writing	ابجد لکھاؤٹ
Alpine	البینی
Amitate	امیٹیٹ، بوا (بھوپھی) اور بھتیجے کا سماجی رشتہ
Amulet	امولیٹ، نظر توڑ
Anatomy	اناٹومی، بدنیاات
Animatism	انی مائیزم، فطرت پرستی، پر کرتی پوہا
Animism	انی میزم، روح پرستی
Anthropology	انسانیات، مانو و گیان

Ape	ایپ
Applied. Anthropology	اطلاقی انسانیات
Archaeology	آثاریات
Aurignacian	آرگنیشین
Australopithecus Africanus	آسٹرالوپتھیکس آفریکنس
Aunculate	اونکولیٹ، ماموں اور بھانجے کا سماجی رشتہ۔



Bilateral family	دوطرفیہ خاندان
Biology	بائیولوجی، حیاتیات، حیوانیات
Biological fatherhood	بیولوجیکل فادرہڈ، حیاتیاتی باپ پن
Black magic	کالا جادو
'Blood groups'	خونی گروہ بندیاں
Bonga	بونگا
Boomerang	بومرنگ
Botany	بوٹینی، نباتیات، ونسیتی و گیان، پودوں کا علم

Brachycephalic
Bronze age

گول سر
تانبہ

* * *

Caste

بات، ذات

Caucasoid

قفقازی (یورپی)

Chalcolithic

تانبہ

(chalikos lithos)

(تانبے کے پتھر)

Chellean

پتھر

شلیں

Circumcision

ختہ کی رسم

Clan

گٹھ، کنبہ

Community

کیونٹی، جماعت

Contagious magic

کنجیس جادو

Copper age

تانبہ

Coupse-de-poing

رخام تہ فی عہد کے پتھر کے ہتھیار

Couvade

کوڈ کی رسم

Cro-magnan-man

کرو میگنن کا آدمی

Cross cousin

عمبوری بھائی بہن

(پھوپھیرے، مہیرے بھائی بہن)

Culture

کلچر، تمدن، سنسکرتی

Cuneiform writing

کیونی فارم لکھاوت

Cyprolithic

(تانیاجک)

❖

❖

❖

Dawn man

پر بھاتی انسان

" Stones

" پتھر

Dialect

بولی

Dinaric

ڈناری

Dolichocephalic

لامبا یا تنگ سر

Domestication

جانوروں کا پالتو یا وا

of animals

Dormitories

کتوار گھر

Dualism

دو خدائی طریقہ

❖

❖

❖

Economic

foundations

of human

culture

انسانی تمدن کی معاشی بنیادیں

Endogamy

جیات و واه (گوت بیاہ)

Eoanthropus

آئیٹھرپس داسانی

dawsonii

Eolithic age

پر بھاتی جگ

"Eoliths"

پر بھاتی پتھر

Epicanthic fold

اندر کو مڑا ہوا پوٹا

Ethnocentrism

خود مرکزیت

Ethnography

ایٹھنوگرافی • قبیلیات جات شاستر

Ethnology

ایٹھنولوجی • نسلیات جاتی و گیان

Europoid

یورپی نسل

Exogamy

بہر جاتی و واه (پر گوت بیاہ)

Family	خاندان، پیدوار
Fetish	فیٹش
Fetishism	فیٹیشزم، چیز پرستی
Folk dance	لوک نرتیہ
" Song	" گیت
" Tales	" کہانی
Foodgatherers	نڈا بٹورے
" Gathering	" بٹورنا، نڈا اکٹھا کرنا
Fraternal	فریٹرنل پولینڈری
polyandry	دلی حقیقی بھائیوں کے درمیان (ایک بیوی)



Ghost dance	پریت نرتیہ
" marriage	" وواہ
Ghotul grah	گھوٹل گرد

Graphic art (کارگری و صنایع)

Grimaldi man گری مالڈی کا آدمی

Group marriage گروہی شادی



Heidelberg man ہائی ڈلبرگ انسان

Henotheism ہینوتھیزم

Homeopathic magic ہومیوپیتھی جادو

magic

Homo Heidelbergensis ہائی ڈلبرگ انسان

„ Karanensis „ کارنامنی

„ Neanderthalensis „ نینڈرٹھالی

„ Sapiens „ حقیقی انسان



Ideography

تصویری تحریر، تصویری لکھاؤ

Idol worship

مورت پوجا، بت پرستی

Imitative magic امیٹیو جادو، تقلیدی جادو
 Infanticide بچہ کشتی، بال ہتیا
 Iron age لوہا عہد



Java man جاوائی انسان
 Joking relationship جوکنگ رلشن شپ،
 مذاق کاناٹا، ٹھٹھائی رشتہ



Kinship groups ایک خونی گروہ بندیاں



Language groups زبانوں کی گروہ بندیاں
 Levirate بھانج دواہ، دیور دواہ
 Linguistics لسانیات، بھاشا وگیان
 Lower paleolithic پرانے پتھر عہد کا ابتدائی زمانہ

Magdalenian	میگڈالینین
Magic	جادو
Mana	منا (جادو میں اعتقاد کی ملائیشائی ترکیب)
Marriage by capture	بل بیاہ
" " Exchange	بدل "
" " purchase	خرید "
" " Service	خدمتی "
Master race	حاکم نسل
Matriarchal	ماں شاہی
Matrilineal	ماں نسلی
Matrilocal	میریلوکل
Mediterranean race	رومی نسل
Mesocephalic	متوسط درجہ کاسر
Middle paleolithic	پتھر بگ کا درمیانی زمانہ
Missing link	گمشدہ کڑی
Moiety	سویٹی

Mongoloid	منگولوی نسل
Monogamy	ایک بیامی طریقہ
" Theism	ایک خدائی "
Motif	موٹیف، مقصد
Mousterian	موسٹرین (پراسے پتھر جگ کا دریائی زمانہ)
Music and dance	موسیقی و ناچ
Mythological	دیو مالائیں، تسمیاتی قصے
stories	



Nasal index	ناسال انڈکس
Neanderthal man	نی نیڈر تھالی انسان
Negroid	نیگرو نسل
Negrito	نیگریٹو
" pygmy	" پگمی
Neosiasatics	جدید ایشیائی
Neolithic age	نیا پتھر جگ

Nilotic Negro
Nordic

نلوئی نگرو
نارڈی



Oceanic Negro سمندرستانی نگرو
Oral literature اول لٹریچر، زبانی ادب



Paleasiatics قدیم ایشیائی
Paleolithic age پرانا پتھر کا عہد
Parallel cousin متوازی بھائی بہن

(بچہ پیرے اور سو میرے یا خالیر بھائی بہن)

Patriarchal باپ شاهی
" *lineal* " نسلی
" *local* " پیری لوکل
Peking man پکنگ انسان
Phratry فریٹری

Physical Anthropology	طبعی انسانیت
Pithecanthropus	پتھیکنٹروپس
Erectus	ارکٹس (جاوالی انسان)
Plastic and Graphic Arts	مصدوری و صناعی یا کاریگری
Prehistoric age	قبل تاریخی عہد
" culture	" تمدن
" men	" انسان
Pictographic writing	پیری روگلی فی لکھاوٹ
Priest	پروہیت
Primitive art	خام تمدنی آرٹ
" races	" نسلین، خام تمدنی جاتیاں
" religion	" مذہب
Promiscuity	گھبرا بھوک
Protective magic	پروٹیکٹیو جادو، محافظ جادو
Polyandry	کئی شوہریت، کئی شوہرین، بہوپیتو
" gamy	کئی بیاہی طریقہ

Polygyny

کئی بیویاں، کئی بیوی پن، بہو پیتو

"Theism"

کئی خدائی طریقہ

Pygmy

پگمی

"Pygmy flints"

"پگمائی چھتاق"

Race

نسل، جاتی

"Superiority"

نسلی برتری

Races of mankind

انسانی نسلیں

Racism

نسلیت

Savagery

وحشی تمدن کا دور

Savages

وحشی، جنگلی

Scarification

جسم پر گھاؤ بنانے کا طریقہ

Shaman

شمن

Sinanthropus Pekinensis

سینانتروپس پکنسینس
(پکنگی انسان)

Social Anthropology

سماجی انسانیات

" Organisation

تنظیم

Sociology

سماجیات، عمرانیات، سماج و گیان

Solutrean

سولترین

Sorcery

صفلی جادو

Sororate

سانی و راه

Sympathetic magic

سمپتھٹک جادو



Taboo

تابلو، سماجی بندش، سماجی پابندی

Technology

ٹیکنالوجی

Totem

ٹوٹم

Totemism

ٹوٹم پرستی، ٹوٹمیت، ٹوٹم داد

Tribe

قبیلہ

Unilateral

یک طرفہ خاندان

Upper paleolithic پرانے پتھر جگ کا آخری زمانہ



Youth houses

کنوار گھر



سماجیات کی دوسری کتابیں

- (۱) ڈاکٹر جعفر حسن ... "ابتدائی عمرانیات"
- (۲) محمد مصباح الدین صدیقی ... "سماجیات"
- حصہ اول و دوم
-

"سٹریٹ پبلشرز"

عابد روڈ حیدر آباد دکن

